عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۲ تا ۸/ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱/ دسمبر ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۴۸

قیمت: ۸ روپے

عقیدۂ ختم نبوّت
تکمیلِ دین اور
عباداتِ حج

حقوقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کامیاب زندگی
کس کی ہے؟

فاعتبروا
یا اولی الابصار

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

احرام کی حالت میں خواتین کے چہرہ کا حکم:

س: محترم جناب مفتی صاحب اگر کسی عورت نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہو تو اس حالت میں عورت پر نامحرم مردوں سے چہرہ چھپانا ضروری ہے یا نہیں؟ کیونکہ ایک طرف احرام کی حالت میں عورت کا چہرے سے کپڑا لگانا ممنوع ہے، دوسری طرف حج و عمرہ کے سفر کے دوران اور حج و عمرہ کی ادائیگی کرتے ہوئے بے شمار نامحرم مردوں سے سامنا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں محرمہ عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا وہ چہرہ کھلا رکھے یا کوئی ہیٹ وغیرہ پہن کر اس کے اوپر سے نقاب ڈال لے جیسا کہ حج و عمرہ سے متعلق اردو کی عام کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ حج و عمرہ کے احرام میں عورت کے لئے چہرہ کا پردہ نہیں ہے، ازراہ کرم قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا مفصل جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

ج: احرام کی حالت میں عورت کے لئے اپنے چہرہ پر کپڑا لگانا منع ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "محرمہ عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے" (ابوداؤد) اور ترمذی شریف میں بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! احرام کی حالت میں آپ ہمیں کن کپڑوں کے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے جواب دیا، جس میں آگے فرمایا: "محرمہ عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے" (سنن ترمذی) امام ترمذیؒ نے اس روایت کو "حسن صحیح" قرار دیا ہے، البتہ نامحرم مردوں سے پردہ کرنا بھی اپنی جگہ ضروری ہے اس لئے احرام کی حالت میں سر پر کوئی ہیٹ وغیرہ لگا کر اس کے اوپر سے نقاب ڈالنا چاہئے تاکہ چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے۔ مسند احمد اور ابوداؤد شریف وغیرہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے فرماتی ہیں: "ہم احرام کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتیں اور سوار ہمارے قریب سے گزرتے تو جب وہ ہمارے قریب آتے تو ہم اپنی چادر چہرہ پر گرا لیتے تھے اور جب وہ گزر جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتے۔" (ابوداؤد) اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے: "حضرت علی رضی اللہ عنہ عورتوں کو احرام کی حالت میں نقاب ڈالنے سے منع فرمایا کرتے تھے، لیکن ہدایت فرماتے تھے کہ عورتیں اپنے چہرہ پر کپڑا لٹکا لیا کریں۔" ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں اگرچہ عورت نقاب نہیں باندھے گی، لیکن نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ بھی نہیں رہے گی، بلکہ اوپر سے کپڑا لٹکا لے گی تاکہ نامحرم مردوں سے پردہ بھی ہو جائے اور چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے۔ مسند شافعی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں انہوں نے احرام کی حالت میں چہرہ پر نقاب ڈالنے کا طریقہ بتلایا: "حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرمہ عورت اپنے برقعہ کی چادر آگے کی طرف لٹکا لے گی اور اسے چہرہ پر نہیں لگائے گی، حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کیسے نہیں لگائے گی؟ آپؓ نے اشارہ سے بتلایا جیسے عورت برقعہ کی چادر اوڑھتی ہے پھر چادر کا جو حصہ آپ کے رخسار کے پاس تھا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس چادر سے چہرہ اس طرح نہیں چھپائے گی کہ یہ اس کے چہرہ سے لگے بلکہ یہ چادر اپنے چہرہ کے سامنے لٹکائے گی۔" (مسند شافعی) چہرہ کے سامنے اس طرح چادر لٹکانے کو بعض فقہائے احنافؒ نے تو مستحب قرار دیا ہے اور بعض نے جائز لیکن اکثر فقہائے کرام کی رائے وجوب کی ہے اور علامہ ابن نجیمؒ نے البحر الرائق میں ان مختلف اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر غیر محرم موجود نہ ہوں تو چہرہ کے سامنے چادر لٹکا لینا مستحب ہے (تاکہ اچانک کسی نامحرم مرد کے سامنے آنے سے بے پردگی نہ ہو) اور اگر غیر محرم موجود ہوں اور چہرہ کے سامنے چادر لٹکا لینا ممکن ہو تو پھر یہ واجب ہے اور اگر کسی وجہ سے چادر لٹکانا ممکن نہ ہو تو پھر مردوں پر غض بصر لازم ہے۔ آج کل عورت کا چہرہ کھلا رکھنے میں جو فتنہ کا اندیشہ ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، خصوصاً حرمین شریفین میں حد درجہ اختلاط اور پھر عدم احتیاط کی وجہ سے جو صورتحال پیش آتی ہے۔

اس سے ہر زائر واقف ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا جو معمول تھا وہ بھی پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے، اس لئے بلا ضرورت حالت احرام میں چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، البتہ اگر شدید مجبوری ہو اور چہرہ کے سامنے کپڑا لٹکانے کی صورت میں چلنا سخت مشکل ہو یا سخت ہجوم میں کوئی نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو جیسے حج کے طواف، سعی اور رمی کرتے ہوئے ایسی صورتحال پیش آتی ہے تو ایسی صورت میں عورت کیلئے چہرہ کھلا رکھنے کی گنجائش ہے، لیکن اس صورت میں مردوں پر لازم ہے کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں، قصداً غیر محرم عورت کے چہرہ کی طرف نہ دیکھیں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۴۸ ۲۳تا۲۸/ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۲تا۳۱/دسمبر ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

عقیدۂ ختم نبوت تکمیل دین اور عبادت حج	اداریہ	۳
حجاج کرام کے یاد رکھنے کی چند باتیں	مولانا محمد ادریس ندوی نگرامیؒ	۶
فاعتبروا یا اولی الابصار	مولانا سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ	۹
حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ	۱۳
حضرت اُم سُلیم رضی اللہ عنہا	میمونہ بیگم	۱۶
کامیاب کس کی ہے؟	مولانا احمد علی لاہوریؒ	۱۸
قادیانیت کا مکروہ چہرہ!	مولانا سعید احمد جلال پوری	۲۰
خبروں پر ایک نظر		۲۵

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدۂ ختم نبوت، تکمیل دین اور عبادت حج

ذوالحجہ کو جس طرح اسلام کے پانچویں رکن اور اہم ترین عبادت حج کے اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مسلمان ان دنوں سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کی سورۂ فجر میں قسم کھائی ہے اور سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے کہ حج کے مشہور اور معروف مہینہ میں اسی اعتبار سے یوم عرفہ کی اہمیت ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تکمیل دین کی آیت اتار کر عقیدۂ ختم نبوت کی مہر کو مضبوط اور موثق کر دیا۔ باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

”آج کے دن ہم نے دین اسلام کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔“ (سورۂ مائدہ:۳)

گویا جو سلسلہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع فرمایا تھا اس کی تکمیل نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر فرما کر اب سلسلہ نبوت ورسالت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اب نہ کسی نئے نبی کی ضرورت رہے گی اور نہ ہی کسی اور شریعت کی۔ کیونکہ کسی چیز کی تکمیل کا معنی یہ ہے کہ اب یہی چیز قیامت تک کارآمد رہے گی۔ گویا اب قیامت تک نہ کسی کتاب کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی شریعت کی اور نہ ہی کسی دین کی۔ نبوت ورسالت کے انقطاع کی تصریح تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اس آیت میں فرما دی تھی:

”نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے والد بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبوت پر مہر لگانے (یعنی خاتم النبیین) ہیں۔“ (سورۂ احزاب:۳۹)

تکمیل دین کی اس آیت پر اب اس بات کی بھی واضح طور پر نشاندہی کر دی گئی کہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبوت ورسالت کی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ اب قیامت تک آپ کی نبوت ورسالت ہی رہنمائی اور رشد وہدایت کا ذریعہ ہوگی اسی طرح دین اسلام بھی قیامت تک کے لئے پسندیدہ اور نجات دلانے والا دین ہوگا۔ اس لئے دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا:

”جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو پسند کرے گا وہ قابل قبول نہیں ہوگا۔“ (سورۂ آل عمران:۸۶)

دین اسلام کی اسی تکمیل اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو نعمت اور پسندیدہ قرار دینے کی اہمیت صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہی نہیں تھی بلکہ دور نبوت کے اہل علم یہودی بھی اس کی عظمت اور اہمیت سے واقف تھے۔ اسی بنا پر ایک یہودی نے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر ہمارے دین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو ”عید“ کا دن قرار دیتے اور قیامت تک اس دن کی خوشیاں مناتے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے نزول کے لئے مسلمانوں کا مبارک ترین دن مقرر کیا ہے اور ہم اس دن اپنی سب سے اہم عبادت حج کا اہم رکن ادا کر کے اس کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ یہ آیت یوم عرفہ ۹/ ذوالحجہ کو نازل ہوئی اور یوم عرفہ مسلمانوں کے لئے عظمت، نجات اور مغفرت کا دن ہے اور شیطان کے لئے ذلت ورسوائی اور خواری کا دن ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر یوم عرفہ کے دن اچانک مسکراہٹ نمودار ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دریافت پر فرمایا کہ میں شیطان کو اپنے چہرہ پر مٹی ملتے اور سر پر دوہتڑ چلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور وہ واویلا کر رہا ہے کہ ہائے میری برسوں کی محنت چند گھنٹوں میں ضائع ہوگئی اور عرفہ میں پہنچنے والے افراد کی آسانی سے مغفرت ہوگئی۔ اس بنا پر یہ کہنا کہ ہر سال یوم عرفہ مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کا احساس دلاتا ہے اور متوجہ کرتا ہے کہ تکمیل

دین اور پسندیدہ دین کی حامل امت مسلمہ اس دین کی پسندیدگی اور نعمت اور تکمیل دین اور اس حج کے اعزاز میں گناہوں کی مغفرت اور حاجی کا بچے کی طرح گناہوں سے پاک صاف ہوکر آنا اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرکے شفاعت کا مستحق بننا۔ حرم بیت اللہ کی ایک ایک نیکی کا ایک ایک لاکھ کے برابر اجر حاصل کرنا۔ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی مسجد نبوی) میں نماز کا ثواب پچاس ہزار گنا حاصل کرنا۔ مزدلفہ کی شب کا شب قدر سے افضل ہونا اور گھر پہنچنے تک دعاؤں کا قبول ہونا' یہ سب مرہون منت ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستگی کے اور اس اجر وثواب کے دشمن چاہے عیسائی اور یہودی کی شکل میں ہوں یا کوئی بھی لبادہ اوڑھ کر کسی اور شکل میں وہ امت کو اس اعزاز سے محروم کرنے کے لئے مختلف ڈھونگ رچاتے رہتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب اٹھا تو اس نے شراکت نبوت کا شوشہ چھوڑ کر امت کا رشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑنے کی کوشش کی۔ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو جہنم رسید کرکے امت کو اس فتنہ سے محفوظ کیا۔ ہر دور میں دجال وکذاب اسلام اور بزرگی کا لبادہ اوڑھ کر امت کو گمراہ کرنے کے درپے ہوئے مگر امت کے علماً' صلحاً ومشائخ اور اہل دین نے ان کے منصوبوں کو ناکام بنایا تو انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی نے ظلی' بروزی اور مسیح موعود کا لبادہ اوڑھا اور انگریز حکومت کو ظل خداوندی اور اللہ کا نور قرار دے کر ایک طرف جہاد کو منسوخ کیا اور دوسری طرف حج کی منسوخی کا اعلان کرکے قادیان کی زیارت کو حج قرار دیا تو علماً کرام حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی کے استفتاء کے جواب میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور علماً دیوبند حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ اور علماً بریلوی اور مسلک اہل حدیث کے اہل علم مشترکہ طور پر میدان عمل میں اترے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے ساتھ تکمیل دین اور پسندیدہ دین اور نعمت دین کو ختم کرنے کی اس سازش کو ناکام بنایا اور الحمدللہ! آج امت کے ایک ارب بیس کروڑ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رہ کر عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت کا عملی اظہار کر رہے ہیں اور ہر سال بیس لاکھ سے زائد مسلمان ''لبیک اللھم لبیک'' کی صدائیں بلند کرتے ہوئے میدان عرفات میں تکمیل دین اور انعامات دین کا مشاہدہ کرتے ہوئے پوری دنیا کے سامنے واضح ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ ہر سال یوم عرفہ جھوٹے مدعیان نبوت کے چہرہ پر کالک پھیرتا ہوا اعلان کرے گا کہ نجات کا راستہ صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستگی میں ہے اور ہر جھوٹا مدعی نبوت' مدعی مہدی' مدعی مسیح موعود چاہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ہو یا یوسف کذاب ملعون' گوہر شاہی' سلمان رشدی' عتیق الرحمٰن اور اس کی ذریت و مرزا بشیر الدین محمود' مرزا ناصر' مرزا مسرور کی شکل میں ہو وہ کذاب اور دجال کی فہرست میں تو ہو سکتا ہے کسی مصلح امت کی حیثیت سے نہیں۔ یہ ختم نبوت کا پیغام ہے اور یہی یوم عرفہ کا پیغام اور اس عقیدہ کے ساتھ حج کی برکات اور اعزاز وانعامات سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت نہ ہو تو نہ نمازیں مقبول ہیں' نہ حج اور روزے اور نہ لمبی لمبی نوافل اور تہجد۔ گھر سے بیت اللہ کے لئے عازم سفر ہونا' بیت اللہ کا طواف' میدان عرفات کی آہ وزاری' مزدلفہ کی شب بیداری' شیطان پر کنکریاں برسانا اور طواف زیارت کے ذریعہ حج کی فضیلتوں کا حاصل کرنا یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا صدقہ ہے اور اسی صدقہ اور وسیلہ سے محروم کرنے کے لئے مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک مصروف عمل ہیں لیکن امت مسلمہ نے ہمیشہ ان کوششوں کو ناکام بنایا ہے اور آئندہ بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہر رکن اور ہر مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کے باغیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں سے امت کو بچانے کے لئے بھرپور کردار ادا کرتا رہے گا۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ : خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

حجاج کرام کے یاد رکھنے کی چند باتیں

حج کے سلسلہ میں بعض امور کا استحضار راقم السطور کے تجربہ میں بہت مفید ثابت ہوا ہے' سطور ذیل میں ان امور کو درج کیا جاتا ہے' کیا عجب ہے کہ خدا کے کسی دوسرے بندہ کو بھی اس سے فائدہ پہنچے اور اس کی زبان سے کسی وقت دعا خیر نکل جائے!

۱:.....مسافران حرم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا مہمان قرار دیا ہے' ابن ماجہ میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ:

"حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں' اگر وہ دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں' وہ بخشش چاہتے ہیں تو حق تعالیٰ بخشتے ہیں۔"

(مشکوٰۃ شریف کتاب المناسک)

جس طرح میزبان کے ذمہ مہمان کے حقوق ہیں' اسی طرح مہمان کے ذمہ میزبان کے بھی حقوق ہیں اور ان کی رعایت کرنا ضروری ہے' اگر حجاج اس نکتہ کو یاد رکھیں اور مہمانی کے اس عظیم شرف کا خیال رکھیں تو انشاء اللہ حج کے پورے زمانے میں عجب لذت پائیں گے' حج کے مسائل' اس کی شرائط' ارکان و آداب' درحقیقت یہی وہ حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہونے کی حیثیت سے حجاج کے ذمے عائد ہوتے ہیں' محض خشک مسئلوں کی حیثیت سے نہیں' بلکہ حق تعالیٰ کے مہمان ہونے کے خیال سے ان پر عمل کرنا اور ان کا لحاظ رکھنا بے حد نفع بخش ہوتا ہے۔

۲:.....حج کے تمام اعمال کا مقصد اور حاصل خدا کی یاد ہے' حج کے اعمال بجالانے کے وقت اگر اس اصولی بات کو یاد رکھا جائے تو انشاء اللہ یہ ظاہری اعمال باطن میں بھی کچھ ذوق پیدا کریں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"کعبہ کا طواف' صفا اور مروہ کے درمیان سعی' اور رمی جمار (کنکریوں کا پھینکنا) صرف اللہ کی یاد کے لئے ہے۔"

(ابوداؤد' ترمذی)

مولانا محمد ادریس ندوی نگرامیؒ

فرض کر لیجئے کہ ایک شخص ایسا ہے جو حج کے ان اعمال کو پورا کرتا ہے مگر اس کا دل خدا کی یاد سے خالی ہے تو وہ اس شخص کا مقابلہ برکات و ثمرات کے اعتبار سے کیسے کر سکتا ہے' جس کی ہر حرکت یاد الٰہی کی برکت اپنے اندر رکھتی ہے۔

۳:.....اسی سے ملتی جلتی ہوئی یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اعمال حج میں قدم قدم پر توحید کا اعلان ہے' جب حاجی احرام باندھتا ہے تو تلبیہ پڑھتا ہے' تلبیہ میں کھلا ہوا اعلان حق تعالیٰ شانہ کی توحید اور رد شرک کا ہے' ملاحظہ ہو:

"لبیک اللھم لبیک' لبیک لا شریک لک لبیک' ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔"

ترجمہ:....."میں حاضر ہوں خداوند تیرے حضور میں' میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں' ساری تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں اور ملک و بادشاہت تیری ہی ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔"

جب خانہ کعبہ پر نظر پڑتی ہے تو حاجی کہتا ہے کہ:

"اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر"

ترجمہ: "خدا سب سے بڑا ہے' خدا کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں' خدا سب سے بڑا ہے۔"

طواف شروع کیجئے تو نیت کے وقت پڑھئے:

"بسم اللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد"

ترجمہ: "خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں' خدا سب سے بڑا ہے' خدا کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں' تمام تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں۔"

مقام ابراہیم میں نماز پڑھئے تو بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں

سورۂ اخلاص پڑھئے' یہ دونوں سورتیں اصولی طور پر توحید کا اعلان اور شرک کی تردید کرتی ہیں۔

صفا ومروہ کی سعی کے لئے جائیے تو دونوں پہاڑوں پر جا کر سب سے پہلے پڑھئے:

"لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا
شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
وھو علی کل شئی قدیر...... الخ"

ترجمہ: "خدا کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہت ہے' اور اسی کے لئے حمد ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

منیٰ جائیے یا عرفات کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیے۔

عرفات جائیے تو وہاں کے لئے بھی بہترین دعا یہ بتلائی گئی ہے:

"لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا
شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
وھو علی کل شئی قدیر۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ یہ دعا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی ہے' عرفات میں۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت عرفات میں تلاوت فرمائی:

"شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو
والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط
لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم۔"

ترجمہ: "خدا نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں' اور (گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے جو انصاف والے ہیں (کہ) کوئی بندگی کے لائق نہیں مگر وہی اللہ' جو عزت والا ہے اور حکمت والا ہے۔"

رمی جمرات کے وقت بھی کہئے:

"بسم اللہ اللہ اکبر رغماً
للشیطان ورضا للرحمن"

ترجمہ: "میں اللہ کا نام لے کر (کنکری) مارتا ہوں' اللہ سب سے بڑا ہے (میں کنکری مارتا ہوں) شیطان کو رسوا کرنے کے لئے اور رحمن کو خوش کرنے کے لئے۔"

ان سب باتوں پر غور کیجئے اور یہ سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ ہر موقع پر کس طرح توحید کا اقرار اور اعلان ہے' ضرورت ہے کہ حاجی اس توحید میں اپنے کو غرق کردے' توحید محض قال نہیں بلکہ حال بن جائے' توحید کا مطلب محض خدا کو ایک کہنا نہیں بلکہ ایک جاننا ہوجائے' معبودیت' محبوبیت' اور مطلوبیت صرف حق تعالیٰ کے لئے ہو' اور ان کی اور صرف انہی کی اولیت وآخریت' ظاہریت و باطنیت' محسوس و منکشف ہوجائے۔

۴:...... خوش نصیب حاجی جب بھی تلبیہ کہے وہ اس بات کو یاد کرے کہ اس تلبیہ میں اس کی موافقت زمین کی ہر چیز کررہی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"جب مسلمان لبیک کہتا ہے تو اس کے داہنے اور بائیں ختم زمین تک جتنی چیزیں ہیں مثلاً: پتھر' درخت' ڈھیلے سب لبیک کہتے ہیں۔" (ترمذی وابن ماجہ)

اس ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا استحضار تلبیہ کہنے والے کو عجیب روحانی لذت بخشتا ہے۔

۵:...... جس طواف کے بعد سعی کی جائے' اس میں رمل کیا جاتا ہے یعنی پہلے تین چکروں میں مونڈھے ہلا کے اور اکڑ کے ذرا تیز قدم چلتے ہیں' اس کی وجہ یہ تھی کہ کفار نے مسلمانوں پر طعن کیا تھا کہ مدینہ کے بخار نے ان کو کمزور کردیا ہے' اس لئے حکم ہوا کہ اس طرح اکڑ کے چلو تاکہ کفار کے مقابلہ میں اظہار قوت وعظمت ہو' ظاہر ہے کہ اب وہاں اعدائے دین تو ہیں نہیں تاہم رمل کا طریقہ باقی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا مشورہ ہے:

"اگر یہ اظہار قوت اعدائے باطن یعنی شیطان اور اس کے کارندوں کے مقابلہ میں تصور کی جائے تو ذوق وحضور کا باعث ہے۔" (شرح سفر السعادۃ:۳۴۱)

۶:...... خوش نصیب زائر حرم جب مدینہ منورہ (صلی اللہ علیٰ صاحبہا) میں حاضری کی سعادت پائے اور بارگاہ نبوی سے قریب ہونے کی عزت حاصل کرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام حقوق کو یاد کرے جو امت کے ذمہ واجب ہیں' اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب قدس سرہٗ کے ایک کرامت نامہ کی چند سطریں نقل کرنا مناسب ہے:

"حاضری روضہ مبارک کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کو وہاں جلوہ افروز سننے والی جاننے والی غایت جمال وجلال کے ساتھ تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری خیال کی جائے' اور جملہ طریق ادب کا لحاظ رکھا جائے...... فضول باتوں اور لوگوں کی مجالس میں بلاضرورت حاضری سے گریز کیا جائے' اوقات کو درود شریف' ذکر' مراقبہ' قراۃ قرآن کریم' نوافل سے معمور رکھا جائے۔"

۷:...... اسی سلسلہ میں یہ بات بھی عرض کرنا

مناسب ہے کہ بعض حجاج کو دیکھا گیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کا تقابل شروع کر دیتے ہیں اور مکہ معظمہ کے متعلق ایسے کلمات زبان سے نکال ڈالتے ہیں جن کو سن کر ڈر معلوم ہوتا ہے' راقم سطور کو مکہ معظمہ کے زمانہ قیام میں بعض اوقات اس معاملہ میں بڑے صبر سے کام لینا پڑا۔

خوب یاد رکھیے کہ مدینہ منورہ کی تمام عظمتیں اور محبتیں مسلم ہیں' مگر اس کے یہ معنی کب ہیں کہ مکہ معظمہ کو کہا جائے کہ بالکل ''خالی'' ہے (استغفر اللہ اعوذ باللہ من شر الشیطان و شرکہ)

مدینہ طیبہ (صلی اللہ علیٰ صاحبہا) کی عظمت و محبت مکہ والے ہی کی وجہ سے ہے' مکہ معظمہ کو قرآن مجید نے ''بلد امین'' کہا ہے' خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے محبت کا اظہار فرمایا ہے' کعبہ یہی ہے' جس کا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی طواف کرتے تھے خدا کے شعائر' صفا' مروہ یہیں ہیں' زمزم یہیں ہے' منیٰ وعرفات اور مزدلفہ یہیں سے قریب تر ہیں بلکہ یہیں ہیں پھر مکہ خالی کیسے کہا جا سکتا ہے؟

اس سلسلہ میں جو علمی بحث کتابوں میں درج ہے' اس سے قطع نظر ہما و شما کو اس معاملہ میں اپنی زبان کو بالکل محفوظ رکھنا چاہیے کہ مبادا کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔

راقم سطور نے نے مکہ معظمہ میں بعض دوستوں سے عرض کیا تھا کہ اپنا ذوق تو یہ کہتا کہ مدینہ منورہ' مکہ معظمہ اور مکہ میں بھی صفا مروہ' منیٰ وعرفات اور مزدلفہ کی تجلیات کی مختلف جہتیں ہیں۔ حاجی ان میں سے جس مقام پر جائے وہیں کی کیفیات اس پر غالب ہونا چاہئیں' اس طرح سے ہر مقام کا ادب و احترام ہمارے حصہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔

☆☆.........☆☆

عظمت قرآن

طارق بن ثاقب' دیو بند

جس گھر میں برابر شام وسحر' قرآں کی تلاوت ہوتی ہے
اس گھر میں مسلسل سایہ فگن' اللہ کی رحمت ہوتی ہے

اس شخص کو مت پوچھو ہم سے' ہے اس کا مقام اور منزل کیا
جس شخص کے دل میں جلوہ فگن قرآن کی دولت ہوتی ہے

اخلاص وعمل کا جذبہ بھی ہوتا ہے اُسی دل میں پیدا
جس دل میں خدا کی رحمت ہے' قرآن کی محبت ہوتی ہے

قرآں ہے علاج رنج والم' پیچیدہ مسائل کا حل بھی
قرآن مقدس کے صدقے' معلوم ہدایت ہوتی ہے

امکاں کی حدوں تک قرآں کی تابندہ شعاعیں پھیلیں گی
وہ دور قریب اب آتا ہے' ضوبار پہ ظلمت ہوتی ہے

قرآن کی بدولت سر اپنا' تھا اونچا بہت اور اب بھی ہے
قرآن منار عظمت ہے' عظمت ہی عظمت ہوتی ہے

قرآں کے مخالف سے کہہ دو' قرآں کو مٹانا سہل نہیں
اللہ کی جانب سے اس کی ہر لحظہ حفاظت ہوتی ہے

لمحات مہکتے ہیں اس کے خوشبو میں بسی ہوئی ہے فضا
جس بزم سے علم قرآں کی ترویج واشاعت ہوتی ہے

قرآن کی خدمت سے طارق پاتا ہے جلا دل اور نظر
قرآن کے خادم کے دل میں تنویر فراست ہوتی ہے

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون:2545573

فاعتبروا یا اولی الابصار

چندرہ بیس برس پیشتر حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''اسوۂ حسینی'' نظر سے گزری' یہ کتاب ریحانۃ النبی حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے حالات مبارک اور واقعات شہادت پر مشتمل ہے' آخر میں قاتلانِ جگر گوشہ رسولؐ کے انجام بد فرجام کا ذکر کیا ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

''جو لوگ قتل حسینؓ میں شریک تھے ان میں سے ایک بھی نہیں بچا جس کو آخرت سے پہلے دنیا میں سزا نہ ملی ہو۔''

چند مثالیں پیش کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''ابن جوزیؒ نے سدیؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کی دعوت کی مجلس میں یہ ذکر چلا کہ حسینؓ کے قتل میں جو بھی شریک ہوا اس کو دنیا میں بھی جلد سزا مل گئی' اس شخص نے کہا کہ بالکل غلط ہے۔ میں خود ان کے قتل میں شریک تھا' میرا کچھ بھی نہیں بگڑا' یہ شخص مجلس سے اٹھ کر گھر گیا' جاتے ہی چراغ کی بتی درست کرتے ہوئے اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہیں جل بھن کر رہ گیا۔ سدیؒ کہتے ہیں: میں نے خود اس کو صبح دیکھا تو کوئلہ ہو چکا تھا۔''

(اسوۂ حسینی صفحہ:۱۰۱'۱۰۲)

اللہ کے جو بندے اپنی تکلیف پر اپنا معاملہ اپنے اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں سے شدید انتقام لیتا ہے:

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

ہمارے عہد کو بھی ایک ''حسین'' عطا کیا گیا' جس کا نسبی و حسبی رشتہ شہید کربلا سیدنا حسینؓ سے جسمانی و روحانی طور پر متصل ہے' یعنی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ اس حسین ثانی پر مصیبتوں کے بڑے بڑے پہاڑ ٹوٹے لیکن کوہ عزم و استقلال کو جنبش تک نہ ہوئی۔ مخالفوں نے کیسے کیسے تیر ان پر برسائے لیکن ان کا چہرہ متبسم ہی رہا'

مولانا سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ

حریفوں نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں لیکن ان کے لب پر حرف شکایت تک نہ آیا۔

انہوں نے اپنی عمر عزیز استخلاص وطن اور سربلندیٔ اسلام کی جدوجہد میں گزاری۔ انگریز اور اس کے ''رضا کار'' ہمیشہ ان کی مخالفت میں زبان دراز رہے' لیکن اس مجاہد دین وملت اور غازیٔ سربکف نے آنکھ تک اٹھا کر نہ دیکھا کہ یہ کوتاہ بین و کور باطن کیا کہہ رہے ہیں۔

میدانِ عزیمت کا یہ شہسوار محمدی علم لہرائے آگے بڑھتا ہی چلا گیا۔ راستے کی تاریکی اس کے انوار شریعت و طریقت سے چھٹ گئی' اس کا راستہ روکنے والوں کو غبار کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا' اور کانٹے بچھانے والوں کو خود اس راستہ سے گزرنا پڑا:

چاہ کن را چاہ در پیش

ایک ہندی دوہا جو غالباً عبدالرحیم خانِ خاناں کا ہے' حسب حال نظر آتا ہے:

جو تو کو کانٹا بوئے تاہی بوئے تو پھول
تو کو پھول کے پھول ہیں واکو ہیں ترسول

ترجمہ: ''جو تیرے لئے کانٹے بوئے تو اس کے لئے پھول بو' تیرے لئے تو پھول کے پھول ہیں اور اس کے لئے تین تین نوک والے کانٹے۔''

حضرت اقدس مدنی قدس سرہٗ عفو و درگزر کا پیکر تھے' انہوں نے اپنے مخالفوں کے لئے کبھی بددعا نہیں فرمائی بلکہ دعائے نیم شبی میں سب کے لئے اپنے مالک سے فضل و انعام اور عفو و مغفرت مانگتے رہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات اکثر و بیشتر سننے میں آتے رہے ہیں۔ راقم سطور نے جناب عطاء الحق و حافظ عبدالرحمن جالندھری (حال مقیم محلہ گوروناتک پورہ لائل پور) جو سیّدی و مولائی قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ (م۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) سے تعلق بیعت رکھتے ہیں' کی زبانی بعض ناخوشگوار واقعات کئی مرتبہ سنے' ان واقعات کے وہ ثقہ راوی ہیں' نتائج کے بارے میں ان کی حیثیت عینی گواہوں کی ہے' گزشتہ

رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ (یہ تحریر آج سے تقریباً انتیس برس پہلے کی ہے) میں ان واقعات کو سپرد قلم کرنے کی نوبت آگئی' بھائی عطاء الحق بیان کرتے گئے' میں قلم بند کرتا چلا گیا' یہ واقعات حقیقت ہیں افسانہ نہیں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں گے کہ جگر گوشہ رسولؐ کی توہین کرنے والوں کا حشر کیا ہوا؟

تقسیم برصغیر سے چند ماہ پیشتر اکتوبر ۱۹۴۶ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ دیوبند سے پنجاب تشریف لائے' مختلف شہروں میں رونق افروز ہوئے' مقصد سفر پورا کرنے کے بعد لاہور سے ..... میل میں سوار ہوئے' اسی گاڑی سے مشہور مسلم لیگی لیڈر راجہ غضنفر علی خان کے سفر کا پروگرام تھا' اتفاقاً اس کا سفر ملتوی ہوگیا لیکن پروگرام کے مطابق ہر اسٹیشن پر مسلم لیگی کارکن استقبال کے لئے موجود تھے' جب گاڑی امرتسر ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو مسلم لیگی کارکن راجہ غضنفر علی خاں کو تلاش کرنے لگے' ریلوے گارڈ نے کارکنوں کو بتایا کہ راجہ صاحب کا پروگرام ملتوی ہوگیا ہے وہ اس گاڑی میں سفر نہیں کر رہے ہیں' لیکن ساتھ ہی اس نے شرارتاً انہیں بتایا کہ اس گاڑی کے فلاں ڈبے میں مولانا حسین احمد مدنی سفر کر رہے ہیں' اس پر وہ تمام مسلم لیگی کارکن اس ڈبے کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور حضرت کے خلاف نعرہ بازی اور ہلڑ بازی شروع کردی' ٹماٹر وغیرہ ان پر پھینکنے لگے' اتفاقاً امرتسر کا ایک نوجوان عبدالرشید اپنا مال بک کرانے کی غرض سے اسٹیشن پر آیا ہوا تھا' اس نے ایک ڈبے کے پاس ہجوم دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک بزرگ کے ساتھ یہ لوگ نہایت بدتمیزی کر رہے ہیں' وہ حضرت مدنیؒ کو جانتا بھی نہیں تھا۔

بھائی عطاء الحق صاحب کو یہ واقعہ خود عبدالرشید نے پنڈی میں سنایا۔ عبدالرشید امرتسر میں فروٹ کا کمیشن ایجنٹ تھا' وہ تقسیم ملک کے بعد راولپنڈی میں مقیم ہوا' یہاں بھی وہ یہی کاروبار کرتا تھا۔ عبدالرشید نہایت صحت مند نوجوان تھا' اس نے جان پر کھیل کر حضرت اقدس مدنیؒ کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا' مجمع ڈبے کے اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا' عبدالرشید ڈبے کے دروازے میں پائیدان پر ڈٹ کر کھڑا ہوگیا' مسلم لیگی مجمع اس پر ٹوٹ پڑا' اور اس کو بے دریغ زدوکوب کیا حتیٰ کہ اس کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے' لیکن اس مرد مجاہد نے حضرت مدنیؒ کی طرف ہجوم کو بڑھنے نہ دیا' حتیٰ کہ گاڑی چل پڑی اور وہ پلیٹ فارم پار کرنے کے بعد گاڑی سے چھلانگ لگا کر نیچے اترا' جب یہ گاڑی جالندھر ریلوے اسٹیشن پر پہنچی' یہاں کے مسلم لیگی کارکن بھی راجہ غضنفر علی خاں کے استقبال کے لئے پلیٹ فارم پر موجود تھے' گاڑی رکتے ہی گارڈ نے انہیں راجہ صاحب کے پروگرام کے التوا کی خبر دی اور حضرت مدنیؒ کی نشاندہی کی' جس پر وہ مجمع حضرت کے ڈبے میں جا پہنچا اور وہی طوفان بدتمیزی شروع کردیا۔ اس مجمع کے سرغنہ تین مسلم لیگی نوجوان شمس الحق عرف شمی' فضل محمد اور فتح محمد تھے۔

فضل محمد اور فتح محمد جالندھر کے محلہ پرانی کچہری اور شمس الحق عرف شمی محلہ عالی کا رہنے والا تھا۔ انہوں نے حضرت اقدس مدنیؒ کی توہین میں کوئی کسر نہ چھوڑی' گالیاں دیں' گندی چیزیں پھینکیں' حضرت کا تکیہ چھینا' ٹوپی بھی اتار پھینکی' ریش مبارک نوچی اور شمی نے دست درازی بھی کی۔ حضرت مدنیؒ صبر جمیل کی مجسم صورت بنے بیٹھے تھے۔ حضرت کے ساتھ ایک خادم بھی تھا' وہ اس صورتحال کو برداشت نہ کر سکا' اس نے مزاحمت کا ارادہ کیا تو حضرتؒ نے اسے منع فرمادیا کہ تم خاموش رہو' اگر تم یہ برداشت نہیں کر سکتے تو دوسرے ڈبے میں چلے جاؤ' مجھے میرے حال پر چھوڑ دو' اتنے میں گاڑی چل دی اور مسلم لیگی کارکن اپنے اپنے گھروں کو واپس آگئے' صبح کو ان مسلم لیگی کارکنوں نے فخریہ انداز میں رات کا واقعہ اپنے محلہ پرانی کچہری میں بیان کیا' اس محلہ میں خانقاہ عالیہ رائے پور (ضلع سہارنپور) سے تعلق رکھنے والوں کا ایک نہایت بااثر حلقہ تھا' یہاں قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری اور حضرت منشی رحمت علی صاحب قدس سرہما کی تشریف آوری ہوئی تھی' ان لوگوں نے جب حضرت اقدس مدنیؒ کی توہین کا روح فرسا واقعہ سنا تو ان پر اس کا نہایت شدید اثر ہوا۔ عبدالحق بن چوہدری فضل محمد (حال مقیم گلی نمبر ۲ محلہ گورونانک پورہ لائل پور) نے فتح محمد کی زبانی گستاخانہ کلمات سنے تو وہ برداشت نہ کر سکے' انہوں نے موقع پر ہی اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا کہ اب بتاؤ رات کیا قصہ ہوا تھا اور ساتھ ہی زوردار تھپڑ بھی اسے رسید کردیئے' جس پر فتح محمد جو فخریہ اپنا کارنامہ بیان کر رہا تھا ساکت ہوگیا اور اسے جرأت نہ ہوسکی کہ وہ کوئی بات کر سکے۔ اتنے میں چوہدری امام الدین صاحب (والد بھائی عطاء الحق) بھی آگئے' انہیں جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنا جوتا اتار لیا اور فتح محمد کی خوب پٹائی کی' حتیٰ کہ فتح محمد نے ہاتھ جوڑ کر ان سے معافی مانگی۔ چوہدری امام الدین صاحب نے تنبیہ عام کردی کہ اگر کسی نے ہمارے بزرگوں کے خلاف زبان درازی کی تو اس کا حشر بُرا ہوگا' ہم اسے کیفر کردار تک پہنچا کر چھوڑیں گے۔

دوسرے سرغنہ فضل محمد کا حشر یہ ہوا کہ وہ رات کو جب اپنے گھر واپس پہنچا تو اسے بخار ہوگیا' صبح بیدار ہوا تو اس کی پشت پر دو پھوڑے (دُنبل) ظاہر ہوئے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پھر چارپائی سے اٹھنے

کے قابل نہ رہا اور سخت تکلیف میں کراہتا تھا۔ پانچ چھ روز کے بعد چوہدری امام الدین نے اس کی والدہ سے جو دکان پر سودا خریدنے کے لئے آئی تھی پوچھا کہ فضل کئی روز سے نظر نہیں آیا' اس نے بتایا کہ وہ سخت بیمار ہے اس کی پشت پر پھوڑے نکل آئے ہیں۔ بھائی عطاء الحق صاحب کا بیان ہے کہ پھوڑوں میں کیڑے پڑ گئے ہیں اور انہوں نے جسم کو کھانا شروع کر دیا' پھوڑے تین انچ قطر سے کم نہیں تھے۔ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا کہ ان ناسوروں میں روزانہ قیمہ بھر دیا جائے تاکہ کیڑے جسم کو نہ کھائیں چنانچہ روزانہ پاؤ بھر قیمہ ان دونوں ناسوروں میں بھرا جاتا تھا' دن بھر میں کیڑے اس کو کھا جاتے تھے دوسرے روز نئے سرے سے قیمہ بھرا جاتا تھا۔

چند ماہ بعد ملک تقسیم ہوگیا اور آبادیوں کا تبادلہ شروع ہوا' محلہ کچہری کے سب لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر ریفیوجی کیمپ واقع جالندھر چھاؤنی میں منتقل ہوگئے لیکن خدا کی شان کہ فضل محمد اور فتح محمد اپنے اہل وعیال سمیت وہیں رہے' حالانکہ ان کے رشتہ داروں نے ہر چند اصرار کیا کہ تم بھی ہمارے ساتھ آ جاؤ لیکن انہوں نے کسی کی نہ مانی' دوسرے دن فضل محمد اور فتح محمد نکلنے پر مجبور ہوئے۔ فضل محمد ایک ہندو کارخانہ دار بھولا ناتھ کا ملازم تھا' وہ مع اہل وعیال اس کے ہاں چلا گیا' فتح محمد بھی پناہ حاصل کرنے کی غرض سے گھر سے اپنی بیوی اور چھ سات بچوں کے ساتھ نکلا لیکن راستے ہی میں ایک سکھ جتھے کے ہاتھوں ریلوے پھاٹک (نزد اڈہ ہوشیار پور) اہل وعیال سمیت بری طرح سے قتل کر دیا گیا۔

فضل محمد چھ سات روز کے بعد اپنے مالک بھولا ناتھ کی مدد سے ریفیوجی کیمپ واقع جالندھر چھاؤنی میں اہل وعیال سمیت پہنچ گیا۔ فضل محمد مرض سے اس قدر تنگ آ چکا تھا کہ وہ موت کی دعائیں کرتا تھا' چاہتا تھا کہ اسے کوئی مار ڈالے لیکن قدرت تو اسے نمونہ عبرت بنانا چاہتی تھی وہ زندہ سلامت لاہور پہنچ گیا' محلہ پرانی کچہری جالندھر کے تقریباً تمام افراد انجینئرنگ کالج کے ہوسٹل نزد ریلوے اسٹیشن عقب آسٹریلیا بلڈنگ میں یکے بعد دیگرے آ کر مقیم ہوتے رہے۔ فضل محمد بھی بیوی بچوں سمیت وہاں آ گیا' اس کی حالت یہ تھی کہ دن رات بے چین و بے قرار رہتا تھا اور ہر وقت تکلیف سے کراہتا رہتا تھا' اس کی نیند حرام ہو چکی تھی' وہ ننگے بدن صرف ایک تہبند باندھے رہتا تھا' اس حالت میں وہ ایک ماہ لاہور میں مقیم رہا پھر وسط اکتوبر میں وہ لائل پور آ گیا اور محلہ گورونانک پورہ گلی نمبر ۳ جہاں محلہ پرانی کچہری جالندھر کے رہنے والے بیشتر لوگ آباد ہو چکے تھے وہیں آ گیا۔ اس کا مرض لاعلاج ہو چکا تھا' یہاں چند ماہ بعد اس کا اسی بیماری کی حالت میں انتقال ہوگیا' اس کی میت کی حالت ناگفتہ بہ تھی اس کی لاش ایسی متعفن ہوگئی تھی کہ غسل دینے کو کوئی تیار نہیں ہوتا تھا' بڑی مشکل سے لوگوں نے اپنے ناک منہ پر کپڑا باندھ کر یونہی پانی بہا دیا اور جلد از جلد قبرستان لے جا کر دفن کر دیا۔

اب شمس الحق کا حال سنئے: یہ شخص جالندھر سے لائل پور آ کر آباد ہوا' یہاں آ کر بھی اس نے مسلم لیگی کارکن کی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر کام کرنا شروع کر دیا' جلسوں میں بڑے زور وشور سے تقریریں کیا کرتا تھا' اس نے ایک اخبار انصاف بھی جاری کیا' لیکن اس شخص کو کبھی چین نصیب نہ ہو سکا۔ راقم سطور نے بھی اس کو اچھی طرح دیکھا ہے' وہ بڑا بدمزاج اور زبان دراز شخص تھا' بھائی عطاء الحق کا بیان ہے کہ ڈی سی آفس میں بطور کلرک ملازم تھا' میرے پاس پریس سے متعلقہ کام بھی تھا۔ شمس الحق اخبار کے سلسلے میں اکثر میرے پاس آتا جاتا تھا۔ ۱۹۴۹ء کی ابتدا کا یہ واقعہ ہے کہ اخبار کے ڈیکلریشن کے سلسلے میں وہ میرے پاس آیا اور تقریباً آدھ گھنٹہ کاغذات کی تکمیل کے سلسلے میں میرے پاس بیٹھا رہا' کاغذات مکمل کرنے کے بعد مجھے دے کر کچہری سے چلا گیا' آخری دفعہ کچہری کے گیٹ پر اسے دیکھا گیا' اس کے بعد آج تک اس کا پتہ نہیں مل سکا۔ اس کے اغوا کی خبر آناً فاناً شہر میں پھیل گئی' اخبارات میں ضمیمے شائع ہوئے پاکستان بھر میں پوسٹر لگے پتہ دینے والے کے لئے انعامات کا اعلان کیا گیا۔ انجمن مہاجرین جالندھر نے ملک گیر تحریک چلائی' کئی وفد وزیراعظم لیاقت علی خان سے ملے' حکومت کی طرف سے یقین دہانیاں بھی ہوئیں لیکن مقبول بارگاہ رسالت مآب کی توہین کرنے والے شمی کا نام ونشان تک نہ مل سکا:

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

میاں عبدالغنی قدیم متوطن محلہ عالی جالندھر مسلم لیگ کا کارکن تھا۔ تقسیم ملک کے بعد لائل پور میں مقیم ہوا' شمس الحق عرف شمی کے ساتھیوں میں سے تھا۔ اخبار انصاف کا ڈیکلریشن اس کے نام تھا۔ آخر عمر میں اس کا دماغی توازن درست نہیں رہا تھا' وہ اکثر و بیشتر یہ کہا کرتا تھا کہ میری جو یہ حالت ہے' یہ محض حضرت مدنیؒ کی توہین کرنے کی وجہ سے ہے۔

جناب گرامی علامہ ارشد صاحب ۱۹۴۸ء میں ایک مجلس میں بیان فرمایا تھا کہ وہ تقسیم کے بعد ایک مرتبہ کراچی گئے اور ان کی ملاقات امرتسر کے ایک مہاجر سے ہوئی۔ یہ صاحب غالباً کپڑے کی دکان کرتے تھے' امرتسر میں مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے اور وہاں کی نیشنل گارڈ میں انہیں اچھا مقام حاصل تھا۔ جب گاڑی امرتسر کے پلیٹ فارم پر پہنچی تو نیشنل گارڈ

کے رضا کاروں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مظاہرہ کیا اور مذکور الصدر صاحب کے کہنے پر وہ لوگ ننگے ہوکر ناچے وقت گزر گیا۔

فارسی زبان کا شعر ہے:

ہیچ قومے را خدا رُسوا نہ کرد
تا دل صاحب دلے نالد بہ درد

چند ماہ بعد ملک تقسیم ہوا اور فسادات کا سلسلہ شروع ہوا تو سکھ غنڈے ان صاحب کے گھر میں گھس آئے اور ان کے گھر کی عورتوں کو ننگا کر کے نچوایا' اس وقت ان کے دل میں خیال آیا کہ آج مجھے اس گناہ کی سزا مل رہی ہے۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ وہ شخص سخت ندامت کا اظہار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حالات اعتدال پر آ جائیں تو میں دیوبند جا کر حضرت مدنی رحمہ اللہ سے معافی مانگوں گا۔ (بروایت استاد محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی)۔

کتابوں اور لائبریریوں کا حاصل

کتابوں' رسالوں' اخبارات کی محض تعداد کا بڑا ہونا ہرگز کوئی معیار فضیلت نہیں' ضرورت قیمت سے زیادہ کیفیت پر اور تعداد سے کہیں زیادہ نوعیت پر توجہ کرنے کی ہے اور منتظمین کتب خانہ کی اصل ذمہ داری یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ ان سے سوال اس کا نہ ہوگا کہ کتنوں کو پڑھایا سوال اس کا ہوگا کہ کیا پڑھایا' کوشش کیجئے کتابوں کے انتخاب میں اور اس سے کہیں بڑھ کر رسائل و اخبار کے انتخاب میں آپ کے یہاں ذخیرہ زیادہ سے زیادہ صالح لٹریچر کا جمع رہے اور پڑھنے والا جب لائبریری سے باہر قدم نکالے تو ذہن اور دانش دونوں سے بہرہ ور ہوکر نکلے' بہتر ہوکر نکلے' صالح تر ہوکر نکلے کچھ حاصل کر کے نکلے ضائع کر کے نہ نکلے۔

مرسلہ: مولانا محمد نذر عثمانی' حیدر آباد

مرزا کاذب ہے

خورشید شاہ پوری' سرگودھا

نبیؐ کے بعد جو دعویٰ کرے اپنی نبوت کا
خدا کا چور ہے' کاذب ہے' ڈاکو آدمیت کا

یہ کافر ہی نہیں' زندیق ہے' جھوٹا' منافق ہے
نبوت کا یہ دعویدار ہے دجال فاسق ہے

کبھی کہتا ہے میں عورت ہوں بچے بھی دیئے میں نے
خدا کا چور ہے' کاذب ہے' ڈاکو آدمیت کا

کہیں بیگم محمدی پر بھی زوجیت کا دعویٰ ہے
مگر جاتی رہی ہاتھوں سے کیا طرفہ تماشا ہے

کبھی مٹی کے ڈھیلے کو چباتا ہے بے خیالی میں
کبھی پیشاب کو گڑ سے سکھاتا بے خیالی میں

وہ جس کی عقل بھی کامل نہ ہو کیسا نبی ہوگا؟
وہ جس کو ہوش بھی حاصل نہ ہو کیسا نبی ہوگا؟

حقیقت ہے' یہ سچ ہے' جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے
کہ جھوٹا جھوٹ ہی بولے گا ہر دم جاگتے سوتے

محمد مصطفیٰ ہی آخری پیغامبر آئے
نبوت کا دریچہ اپنے ہاتھوں بند کر آئے

مرسلہ: محمد اسد' سرگودھا

حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم' امابعد

"ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی ..... الخ"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر صلوٰۃ والسلام پڑھنا فرض عین ہے' اس آیت کی وجہ سے۔ آیت شریف میں حکم ہے' امر کا صیغہ ہے' پڑھو اس لئے فرض عین ہے' زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ پڑھنا بالاتفاق فرض ہے' اس کے بعد جب نام مبارک زبان پر آئے' کان میں پڑے صلوٰۃ والسلام پڑھنا واجب ہے۔

ایک مجلس میں بار بار نام مبارک آتا ہے' مثلاً بخاری شریف کا سبق ہو رہا ہے اس میں بار بار آتا ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مشکوٰۃ کا سبق ہو رہا ہے' اس میں احادیث موجود ہیں یا وعظ ہو رہا ہے' اس میں بار بار نام مبارک آتا ہے' اس میں فقہاء کے دو قول ہیں: ایک قول یہ کہ ایک مرتبہ درود شریف پڑھ لیا تو کافی ہو جائے گا' تو تداخل ہو جائے گا' واجب ادا ہو جائے گا' جیسے ایک آیت سجدہ کو ایک آدمی ایک مجلس میں بار بار پڑھتا ہے تو ایک ہی سجدہ سے سب کی کفایت ہو جاتی ہے' اسی طرح یہاں بھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نہیں بلکہ ہر مرتبہ واجب ہے' پہلے قول میں توسع ہے اور دوسرے قول میں تورع ہے۔ احتیاط اور احترام کا تقاضا ہے کہ ہر مرتبہ درود شریف پڑھا جائے' اللہ تعالیٰ بھی صلوٰۃ والسلام پڑھتے ہیں' ملائکہ بھی پڑھتے ہیں اور انسانوں کو جو حکم ہے وہ بھی پڑھتے ہیں۔

علماء نے اس پر بحث کی ہے کہ کیا سب کا صلوٰۃ وسلام ایک ہی معنی میں ہے؟ لفظ صلوٰۃ کی اسناد جب حق تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس کے معنی کچھ اور ہیں' ملائکہ کی طرف نسبت کی جائے تو اس کے معنی اور ہیں اور افراد بشر کی طرف کی جائے تو اس کے معنی کچھ اور ہیں کچھ بھی معنی ہوں' علماء کی تحقیقات ہیں' لیکن صلوٰۃ وسلام پڑھنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے' پڑھنا چاہئے۔

ملائکہ صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں اس کے معنی کچھ اور ہوں گے انسان اور جن جو صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں' اس کے معنی کچھ اور ہوں گے؟ مقصود یہ ہے کہ رحمت کاملہ اور سلامتی دارین کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا ہے' سب کو کرنا لازم ہے' پہلے دستور تھا کہ بادشاہ کے لئے سب دعا کرتے تھے' رعیت کے آدمی دعا کرتے تھے امیر' غریب یا ملازم ہو سب دعا کیا کرتے تھے۔

ایک قاضی صاحب تھے گاؤں میں تبلیغ کے جوش میں آ کر جتنے ان کی رعیت میں لوگ بستے ہیں سب کو حکم فرمادیا' نماز پڑھا کریں اگر کسی نے نماز نہیں پڑھی تو گاؤں سے نکال دوں گا' لوگوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی' ایک بوڑھیا تھی وہ اپنے کسی عزیز کو وضو کے وقت کہتی: ارے لوٹا اٹھالا پانی کا قاضی کی جان کو رو لوں' قاضی کو رونے کے لئے پانی کا لوٹا منگاتی تھی' یہ اس کی جان کا رونا تھا۔ اتنا مشکل کام ہو گیا اس کے لئے۔

حرم شریف میں دیکھا سلطان آئے' اس زمانہ میں مصر سے تعلقات بہت اچھے تھے' بار بار مصری لوگ بنصرک اللہ' بنصرک اللہ دعائیہ کلمہ کہہ رہے ہیں۔ بادشاہ سلطان سعود کے لئے اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے تو جس کو جتنی گہری محبت ہوتی ہے اور جس کے دل میں جتنی زیادہ عظمت ہو گی' اسی قدر اس کے لئے دعائیں کرے گا' آداب بجالائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق بے شمار ہیں' اولاً تو گننا دشوار ہے' کتنے حقوق ہیں یہ آسمان زمین کس کے لئے بنے' چاند سورج ستارے کس کے لئے بنے ہیں' ہوائیں کس کے لئے؟ درخت اور قسم قسم کے جانور کس کے لئے ہیں' اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمانا نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا ہر چیز کا وجود ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر شیخ اکبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہتے ہیں کہ آپ سید الوجود ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سید الوجود کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ جس مادہ سے جسم تیار ہوتا ہے' قلب کا مادہ اس کے اعتبار سے لطیف ہوتا ہے' انسان کے بدن میں جتنے اعضاء ہیں' ان میں احساسات سب میں یکساں نہیں فرق ہے' پیر میں احساس اور ہے پتھر پر بھی چلتا ہے گرم ریت پر بھی چلتا ہے' کبھی کانٹا

چھ جاتا ہے جتنا کام پیر سے لیا جاسکتا' ہاتھ میں پیر کے مقابلہ میں برداشت کا مادہ کمزور ہے' پیر میں تحمل کا مادہ زیادہ ہے' آنکھ میں ایک تنکا ذرا سا گر جائے آنکھ برداشت نہیں کرسکتی' قلب سب سے زیادہ لطیف ہے' پیر کچھ دیر چلے گا تھک جائے گا' ایک حد تک چلنے کی طاقت دی گئی ہے' اسی طرح ہاتھ بوجھ اٹھاتا ہے ایک کلو دو کلو پانچ کلو' پچاس کلو نہیں اٹھا سکتا' زبان سے آدمی بولتا ہے اپنی آواز کو آدمی دور تک پہنچاتا ہے۔ آواز ایک حد تک پہنچتی ہے' اس کے آگے نہیں پہنچتی آنکھ سے دیکھتا ہے دور تک کی چیز نظر آجاتی ہے' آسمان کے ستارے بھی نظر آجاتے ہیں' جتنی سرعت سے آدمی پیر سے چلتا ہے اس سے کہیں زیادہ آنکھ کی رفتار سریع ہے۔ یہ تو ظاہری چیزیں ہیں لیکن انسان کے جسم میں جو قلب رکھا ہوا ہے جو انسان کے جسم کے تمام اعضاء کا بادشاہ ہے' اس کی قوت سب سے زیادہ قوی ہے' اس کا مادہ سب سے زیادہ لطیف ہے' آنکھ کی جتنی قوت ہے' اس سے کہیں زیادہ قلب کی ہے' آنکھ آسمان پر جاتی ہے قلب اس سے آگے پہنچتا ہے' عرش پر بھی پہنچ جاتا ہے' لوح محفوظ پر پہنچ جاتا ہے' جتنی سرعت سے آنکھ چلتی ہے' اس سے کہیں زیادہ سرعت سے قلب چلتا ہے تو قلب کا مادہ زیادہ لطیف ہے' اس لئے اس کا ادراک بھی زیادہ قوی ہے اور جس مادہ سے عوام کے قلوب بنائے جاتے ہیں' اس مادہ سے خواص کے اجسام بنائے جاتے ہیں تو ان کے قلوب اور زیادہ لطیف ہوتے ہیں اور جس مادہ سے خواص کے قلوب بنائے جاتے ہیں' اس مادہ سے انبیاء علیہم السلام کے اجسام بنائے جاتے ہیں' انبیاء علیہم السلام کے قلوب اور زیادہ لطیف ہوتے ہیں اور جس مادہ سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے قلوب بنائے گئے' اس مادہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر بنایا گیا' لہٰذا آپ کا قلب مبارک اور زیادہ لطیف ہے' جو شے جس قدر زیادہ عزیز' جس قدر زیادہ لطیف' جس قدر محسن ہوتی ہے' اسی قدر اس کا شکریہ ادا کرنا بھی لازم ہوتا ہے' اس کی شان کے موافق مقولہ مشہور ہے: "شکر المنعم واجب" (منعم کا شکر واجب ہے)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات کو دیکھا جائے تو ساری کائنات' سارا عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بنایا گیا ہے' کسی نے کیا خوب کہا ہے: "السلام اے سید اولاد آدم السلام' اے باعث ایجاد عالم السلام" اس کے علاوہ قرآن کس کے طفیل ملا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں' نماز روزہ کس کے طفیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں' دنیا کی اور آخرت کی جتنی نعمتیں ملی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ملی ہیں' لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق سب سے زیادہ ہیں۔ تلاش کرنے سے بنیادی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو تین اقسام میں سمویا جاسکتا ہے۔ ایک محبت' دوسرے عقیدت' تیسرے اطاعت۔ یہ تین چیزیں ہیں' ان تین چیزوں کو اگر نبھالیا جائے تو انشاء اللہ سارے حقوق اس میں آجائیں گے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے محبت کرنا ہر ایک کے لئے لازم ہے' پھر محبت دو قسم کی ہوتی ہے' ایک طبعی جو غیر اختیاری ہوتی ہے' ایک عقلی ہوتی ہے ان کے احسانات کو کمالات کو ان کی بڑائی کو دیکھ کر سوچ کر سمجھ کر کی جاتی ہے۔

ایک شخص ہے اس کی ایک بچی ہے تین برس کی وہ شخص سفر سے گھر واپس آتا ہے بچی آئی ابا ابا کہتی ہوئی' بچی کو گود میں اٹھالیا' اس کے گال کو بوسہ دیا' اس کے واسطے بسکٹ لے گیا تھا' اس کو نکال کر بچی کے منہ میں رکھ دیا۔ ایک محبت یہ ہے محبت کا تقاضا چھوٹے بچوں کے ساتھ یہ ہے اور وہی بچی بڑی ہوجائے' جوان ہوجائے وہ بات نہیں رہی کہ اس کے منہ میں نوالہ دیا جائے' اس کو گود میں بٹھایا جائے' محبت کا رنگ بدل گیا' محبت کا لحاظ دوسرے عنوان سے ہوتا ہے' باپ کے ساتھ محبت اور طرح کی ہے' اولاد کے ساتھ محبت اور طرح کی ہے' تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ساتھ محبت کیسی ہونی چاہئے؟ جیسے حضورؐ کی ذات مقدسہ نرالی ہے' نہ آپؐ جیسا کوئی ہوا نہ ہوگا۔ یعنی ویسے تو انما انا بشر مثلکم ہے' بشریت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کے مثل ہیں' لیکن جو کمالات حق تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں وہ کمالات کس کے پاس ہیں' کسی کے پاس نہیں ہیں' اسی واسطے آپؐ نے پوچھا مجھ جیسا تم میں کون ہوسکتا ہے؟ میرا رب مجھے کھلا بھی دیتا ہے' پلا بھی دیتا ہے۔ غرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو محبت ہے نرالی ہونی چاہئے' جو سب سے جداگانہ محبت ہو' جس کا نمونہ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں پھیلا ہوا ہے' اس کو الفاظ سے تعبیر کرنا دشوار ہے' اس کی تعبیر کے واسطے صورت یہی ہے کہ حضور اکرمؐ کا جو حق بیان کیا گیا ہے' یعنی عقیدت اس کے اندر آجائے' جو محبت ہو وہ محبت و عقیدت کی شکل میں ہونی چاہئے' عقیدت کی شکل میں ہونے کا کیا مطلب ہے؟

عقیدت کی شکل میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قلوب کے اندر پختہ طور پر یہ بات جمی ہوئی ہو کہ ہمارے سب سے بڑے محسن مخلوقات میں سب سے بڑے منعم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضورؐ نے جو کچھ فرمادیا سب حق اور سچ ہے۔ دنیا کے بڑے سے بڑے لیڈروں' ڈاکٹروں اور دانشوروں کی بات غلط ہوسکتی ہے' مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمادیا

ہے وہ صحیح ہے' عقیدت کا حاصل یہی ہے' ہماری زندگیوں کو جو کامیاب بنانے والی چیز ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ہے' اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت ہوگی تو ہماری زندگی کامیاب ہے' عقیدت نہیں ہے' تو زندگی ناکام ہے۔

یہ عقیدت ہونی چاہئے' پہلی عورت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت تھی' چالیس سال تک آپ کی پاکیزہ زندگی کو انہوں نے دیکھا' بچپن میں وہ کھیل کھیلتے نہیں تھے جو کھیل دوسرے بچے کھیلتے تھے بڑے ہوکر وہ شوق نہیں کی جو اور بچے کرتے ہیں' اور بڑے ہوکر جو بچے کے دل میں جذبات ہوتے ہیں وہ جذبات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں نہیں تھے۔ دیانتداری سب کو مسلم تھی' سب لوگ آپ کو امین کہتے تھے' صادق کہتے تھے اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے' کبھی کسی میں جذبات ہوتے ہیں وہ جذبات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں نہیں تھے' کبھی کسی کے پیسہ کو حضورؐ نے غلط جگہ خرچ نہیں کیا' کبھی زبان مبارک سے کوئی غلط لفظ نہیں نکالا' کبھی کسی کو ذلیل و حقیر کرنے کے لئے کوئی لفظ نہیں فرمایا۔ نگاہ مبارک سے کسی کو حقیر چھوٹا نہیں سمجھا' یہ سارے کمالات حضورؐ میں تھے اور اہل عرب کو تسلیم تھے پھر بھی جس وقت میں غار حرا میں وحی نازل ہونا شروع ہوئی اور پھر کچھ عرصہ کے بعد آیت مبارکہ نازل ہوئی: ''آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔'' حق تعالیٰ کی جانب سے سب سے پہلے جو تبلیغ کا حکم ہوا تو وہ قریبی رشتہ داروں کے لئے ہوا اور وجہ اس کی یہی ہے کہ جو آدمی حق تعالیٰ کے احکام کو پہنچادے بحیثیت نبوت' بحیثیت رسالت اس کی زندگی نہایت پاک وصاف ہونی چاہئے اور اس کا تجربہ گھر والوں کو سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

☆☆..................☆☆

انوار کا مستقر

مولانا ولی اللہ وَلیؔ عظیم آبادی

خوشا بخت طیبہ نگر دیکھتا ہوں
میں آثار خیرالبشرؐ دیکھتا ہوں

لئے میں حبیب خدا کا تصور
مدینہ کے دیوار و در دیکھتا ہوں

جہاں سے ہی پھوٹیں ہدایت کی کرنیں
وہ انوار کا مستقر دیکھتا ہوں

نگاہیں تو اٹھتی ہیں جالی کی جانب
مگر احتیاطِ نظر دیکھتا ہوں

نکلتی ہے محراب میں دل کی حسرت
جو قدموں پر ان کے میں سر دیکھتا ہوں

غم ہجر سے جو بھرے سرد آہیں
انوکھا وہ عاشق شجر دیکھتا ہوں

مدینہ اور اہل مدینہ پہ کیا ہی
دعاؤں کا ان کی اثر دیکھتا ہوں

یہاں جو بھی آیا ہے بہر شفاعت
اسے لوٹتے بہرہ ور دیکھتا ہوں

پکڑ لے وَلیؔ کو بھی اے موج رحمت
میں حسرت سے تیری بھنور دیکھتا ہوں

بقیہ: حضرت ام سلیمؓ

معلوم ہوا کہ گھر میں صرف بچوں کا کھانا ہے' یہ سن کر ابو طلحہؓ نے کہا: بچوں کو سلادو اور چراغ بجھادو' اس کے بعد مہمانوں کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھ گئے' کھانے تک ہاتھ لے جاتے اور خالی ہاتھ واپس لاکر منہ تک لے جاتے ہیں' اندھیرے میں مہمان یہ سمجھا کہ شاید وہ بھی کھارہے ہیں' اس طرح سارا کھانا مہمان کو کھلایا اور رات بھر سارا گھر بھوکا سوگیا۔ صبح جب ابوطلحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ ان کو دیکھ کر مسکرائے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آج آپ خوش نظر آرہے ہیں: یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: ابوطلحہؓ رات کو تم دونوں نے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا اسے اللہ نے دیکھ لیا۔ اور اس پر یہ آیت نازل فرمائی: ''یؤثرون علیٰ انفسهم ولو كان بهم خصاصة۔''

حضرت ام سلیمؓ بڑی عقل وکمال والی خاتون تھیں' آپؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مسائل سیکھے تھے' جب دو صحابہ کرامؓ کسی مسئلہ میں الجھ جاتے تو ام سلیمؓ کے پاس آتے اور انہیں ثالث بناتے' اس سے ان کے عقلمندی اور مسائل کے حل میں ان کا مرتبہ کافی بلند معلوم ہوتا ہے' انہیں حدیث کا علم اچھا خاصا تھا' لوگ آپؓ سے مسائل دریافت کرتے تھے آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کرنے میں کبھی نہیں شرماتی تھیں' یوں تو ام سلیمؓ میں بہت سی خوبیاں تھیں' اسلامی تعلیمات کے فروغ کے معاملہ میں خود کو عملی طور پر پیش کیا اور جنت کی حقدار ہوگئیں' اس بہادر اسلام پسند خاتون کا انتقال خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانے میں ہوا' ان کی ہستی اسلامی تعلیمات کی عمل درآمدی کے لئے مینارۂ نور کا درجہ رکھتی ہے۔

☆☆

حضرت اُمِ سُلیم رضی اللہ عنہا

آج ہم ایسی خوش قسمت خاتون کا ذکر کررہے ہیں، جنہیں جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل تھا کہ وہ ایک بہترین مسلمان اسلام کی ایک بہترین مددگار، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ایک بہترین ماں ایک بہترین بیوی، صابر اور شاکر خاتون اسلام تھیں، جن کی فضیلت کا ذکر احادیث اور تاریخ اسلام میں ملتا ہے، جن کا شمار چند مشہور صحابیہؓ میں ہوتا ہے۔ آپ کو تاریخ اسلام ”ام سلیمؓ“ کے نام سے یاد کرتی ہے اور حدیث میں آپ کا نام رمیصا آیا ہے، والدہ کا نام ملیکہ تھا، آپ آبائی سلسلہ کے اعتبار سے سلمیٰ بنت زید کی پوتی تھیں سلمیٰ جد عبدالمطلب کی والدہ تھیں اسی سلسلہ سے ام سلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ مشہور ہیں۔ ام سلیم کا شمار ان خوش نصیب خواتین اسلام میں ہوتا ہے، جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا یعنی سبقت حاصل کی اس فہرست میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کا نکاح ”مالک بن نضر“ سے ہوا جن سے آپ کو ایک لڑکا ہوا جن کا نام حضرت انسؓ تھا، حضرت ام سلیم اپنے بیٹے کو صبح وشام کلمہ پڑھاتی تھیں، اس وقت مالک بن نضر بھی سنتے اور بیوی پر خفا ہو کر کہتے: ”تم میرے بچے کو بے دین کئے دیتی ہو“ غرض انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور خفا ہو کر شام چلے گئے اور وہیں کسی دشمن نے آپ کا قتل کر دیا۔ حضرت ام سلیمؓ ایک خوبصورت خاتون اور عقل وفراست کے معاملہ میں سارے مدینہ میں مشہور تھیں، بیوہ ہوتے ہی آپ سے نکاح کے لئے پیغام آنے لگے، لیکن حضرت ام سلیمؓ نے بڑے استقلال سے کام لیا اور سب کے پیغامات کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ جب تک میرا بچہ مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے اور بات کرنے کے قابل نہ ہو جائے اس وقت تک نکاح نہیں کروں گی اور جب انس رضی اللہ عنہ ہی میرے نکاح پر رضامند ہوگا تب نکاح کروں گی۔ اس وقت ام سلیم چاہتی تھیں کہ ان کے بیٹے کی تربیت اچھی سے اچھی ہو اور وہ اسلام کے جاں نثاروں میں شامل ہو اس لئے وہ انہیں

میمونہ بیگم

ہمیشہ نیکیوں کی ترغیب دیتیں۔ اللہ کا کرم دیکھئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تشریف لائے اور ام سلیمؓ نے حضرت انسؓ کو آپ ﷺ کی خدمت میں رہنے کی درخواست پیش کی اور آپ ﷺ نے بڑی خوش دلی سے حضرت انسؓ کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اس وقت آپؓ کی عمر آٹھ سال تھی اور یہ ہی حضرت انس بہت سی احادیث کے مشہور راوی بھی ہیں۔ حضرت انسؓ اپنی ماں کے احسان کو کبھی نہیں بھولے وہ ہمیشہ اپنی ماں کے لئے دعا گو رہتے تھے۔ ام سلیم نے بھی بیٹے کی دیکھ بھال میں کبھی کمی نہیں کی۔ ابھی آپ چھوٹے ہی تھے کہ آپؓ کو حضورؐ نے کسی کام سے بھیجا اور کہا: اس کام کے بارے میں کسی کو نہ بتانا، انہیں کام مکمل کر کے گھر لوٹنے میں دیر ہوگئی اور جب ام سلیمؓ نے وجہ دریافت کی تو حضرت انسؓ کہنے لگے: حضورؐ کا کام تھا اور کہا کہ کسی کو نہ کہنا، وہ ایک راز ہے جو میں نہیں بتاؤں گا، یہ سن کر ماں نے بیٹے پر فخر کیا شاباشی دے کر کہا: ہرگز نہ بتانا کسی سے نہ کہنا، یہ نبی کا راز ہے۔ حضرت ام سلیمؓ ایک بہادر خاتون اسلام تھیں جو نہایت سمجھدار اور حوصلہ مند تھیں اس لئے وہ جہاں کہیں موقع پاتیں اسلام کی تبلیغ موثر طریقہ سے کر کے لوگوں کو گرویدہ کر لیتی تھیں۔

حضرت انسؓ جب باشعور ہوگئے اور آپؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے لگے جس سے حضرت ام سلیمؓ کو اطمینان ہو گیا تھا، اس وقت ان کے قبیلے سے ایک شخص ابو طلحہ نے نکاح کا پیغام بھیجا جو کہ ایک مشرک تھے، اس وقت آپؓ نے بڑی ہی دانشمندی سے اس رشتہ سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہوں اور گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آگے کہتی ہیں کہ افسوس ہوتا ہے کہ آپ جیسا عقل مند شخص مسلمان نہیں ہوا اور بڑی ہی دلسوز بات ہے کہ تم لکڑی اور پتھر کو پوجتے ہو اور جس کو انسان ہی بناتے ہیں یہ بے جان بت تم کو کیا نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں اور تمہیں یہ غور کرنا چاہئے کہ ایک مسلمان خاتون ایک مشرک سے کس طرح شادی کر سکتی ہے۔ ام سلیمؓ کی یہ تمام باتیں ابو طلحہؓ کے دل پر بہت ہی اثر کر گئیں انہوں نے ان باتوں پر غور وفکر کیا۔ ام سلیمؓ نے یہ تمام باتیں

صداقت پر مبنی تھیں چند دن کے غور وفکر کے بعد ابوطلحہ ام سلیمؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے جس سے ام سلیمؓ کے دل میں ان کے لئے رفاقت بڑھ گئی اور ان سے نکاح کرلیا۔ ابوطلحہ جو بہت ہی غریب تھے لیکن ام سلیمؓ نے ان کی غربت کی پرواہ نہیں کی، نکاح کے وقت ابوطلحہؓ کے پاس مہر کی ادائیگی کے لئے رقم بھی نہ تھی لیکن اس وقت ام سلیمؓ نے کہا کوئی بات نہیں۔ آگے کہتی ہیں: ’’میں تم سے نکاح کرتی ہوں اور سوائے اسلام کے کوئی مہر نہیں لیتی‘‘ ان کا نکاح حضرت انسؓ کے زیر اہتمام ہوا۔

ام سلیمؓ ایک بہادر اور دلیر خاتون تھیں، جنہوں نے مردوں کے شانہ بشانہ اپنی بہادری کے جوہر دکھائے، آپ جنگ میں حصہ لیتیں اور کوئی نہ کوئی خدمت کرتیں یعنی مجاہدین کو پانی پلاتیں یا پھر زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور دشمن سے لڑتی تھیں۔ ام سلیمؓ ان جانباز صحابیات میں سے تھیں جو یہ سارے کام بخوشی انجام دیا کرتی تھیں۔

جنگ احد میں یہ اپنے شوہر ابوطلحہؓ کے ساتھ شریک رہیں اور انہوں نے بڑی مستعدی سے مجاہدین کو پانی پلایا اور مشکل سے مشکل حالت میں بھی زخمیوں تک پہنچتی اور مرہم پٹی کرتی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سلیم رضی اللہ عنہا کو مشک بھر بھر کر پانی لاتے اور زخمیوں کو پانی پلاتے دیکھا، جب مشک خالی ہوجاتی تھی تو بھر لاتی تھیں۔ ام سلیم خیبر کی لڑائی میں بھی شریک تھیں، اس کے علاوہ آپ جنگ حنین میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہیں باوجود یہ کہ عبداللہ بن ابی طلحہ آپ کے شکم میں تھے، اس وقت آپ ہاتھ میں خنجر لئے کھڑی رہیں یہ دیکھ کر آپؐ نے عرض کیا کیا کروگی تو انہوں نے جواب دیا: کوئی مشرک میری طرف آئے تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی، یہ سن کر آپ مسکرائے۔ ام سلیمؓ پھر بولیں: ’’یارسول اللہ! دشمن بھاگ گئے ہیں، ان کے قتل کا حکم دیجئے۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ نے خود ان کا بہترین انتظام کردیا ہے۔‘‘

حضرت انسؓ کے علاوہ ام سلیمؓ کو ابوطلحہؓ سے بھی دو بیٹے تولد ہوئے ابوعمیرؓ کا انتقال بچپن ہی میں ہوگیا اس وقت ام سلیم نے صبر و ممتا اور تلقین کا بے مثال نمونہ پیش کیا۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے جب ابوعمیر کا انتقال ہوا تو اس وقت ابوطلحہؓ گھر پر نہیں تھے، ایسے وقت انہوں نے بڑے صبر کے ساتھ بیٹے کی میت کو نہلایا اور کفنا کر ایک طرف رکھ دیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ جب ابوطلحہؓ آئے تو ان سے کچھ نہ بتائے، جب ابوطلحہؓ رات کو گھر واپس آئے اور بیٹے کی خیریت دریافت کی تو آپؓ نے بڑے صبر سے کہا: جس حال میں دیکھا تھا اس سے کئی گنا بہتر ہے یہ سن کر ابوطلحہؓ نے پوچھا: کہاں ہے؟ جواب دیا نہایت ہی آرام کی نیند سو رہا ہے، اس کے بعد ام سلیمؓ نے ابوطلحہ کو اطمینان سے بٹھایا اور کھانا کھلایا جب وہ سکون سے کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو ان سے باتیں کرنے لگیں باتیں کرتے کرتے ابوطلحہ سے بڑی متانت اور سنجیدگی سے بولیں: ابوطلحہ! اگر کسی کو کوئی چیز بطور امانت دی جائے اور وہ اس سے پھر لے لی جائے تو اس شخص کو ناگوار تو نہ ہونا چاہئے؟ اس کے جواب میں ابوطلحہؓ کہتے ہیں جس کی امانت تھی، اسے اس کی امانت خوشی خوشی لوٹا دینا چاہئے۔ یہ سن کر ام سلیمؓ کہتی ہیں: ’’اچھا تو تمہارا لڑکا بھی اللہ کی امانت تھا، اللہ نے واپس لے لیا ہے۔‘‘ صبر و تلقین کا انداز دیکھ کر ابوطلحہؓ کہتے ہیں خدا کی قسم! تم صبر میں بازی لے گئیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش ہوگئے۔ صبح میں ابوطلحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ام سلیمؓ کی صبر و تلقین کا واقعہ بیان کیا تو اللہ کے رسولؐ نے دعا کی کہ: ’’اے اللہ! ابوعمیر کا بدل عطا فرما‘‘ اس کے بعد عبداللہ کی ولادت ہوئی جن کی تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ہوئی۔

ایک مرتبہ آپؐ نے عرض کیا جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں چاہئے کہ اپنے مہمانوں کی خاطر و تواضع کریں۔ ایک مرتبہ ابوطلحہؓ جلدی جلدی گھر آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں، کچھ کھانا بھیج دو، یہ سننا ہی تھا کہ ام سلیمؓ بے چین ہوگئیں اور چند روٹیاں کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انسؓ کو دیدیں۔ آپؐ چند صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ جب حضرت انسؓ روٹیاں لے کر مسجد میں داخل ہوئے تو آپؐ نے ان کو دیکھا تو سمجھ گئے فرمایا: تم کو ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے۔ حضرت انسؓ نے عرض کیا: جی ہاں! یہ سن کر آپؐ صحابہؓ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطلحہؓ کے گھر پہنچ گئے، ابوطلحہؓ سب کو دیکھ کر گھبرا گئے اور ام سلیمؓ سے کہا: اب کیا کریں، گھر میں کھانا بہت کم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آدمی زیادہ ہیں؟ ام سلیمؓ نہایت ہی استقلال کے ساتھ جواب دیتی ہیں کہ ان باتوں سے اللہ اور اللہ کے رسولؐ بخوبی واقف ہیں؟ ام سلیمؓ نے گھر کے اندر جو کچھ تھا حاضر کیا اور وہی کچھ روٹیاں اور سالن سارے صحابہ کرامؓ نے پیٹ بھر کے نوش کیا، سبحان اللہ! یہ ایک معجزے سے کم نہیں، اس واقعہ میں حضورؐ کے ایک معجزے کو دخل تھا، اس کے علاوہ یہ بھی واقعہ ہے کہ ام سلیمؓ نے مہمان نوازی کی ایک بہترین مثال قائم کی۔

مسجد نبوی میں کچھ مہمان آئے، آپ نے اپنے گھر کہلا بھیجا جواب آیا: اللہ کے نام کے سوا گھر میں کچھ بھی نہیں۔ آپؐ نے اپنی نگاہ صحابہ کرامؓ پر ڈالی تو ابوطلحہؓ نے اپنی خدمت پیش کی، حضور ﷺ نے مہمانوں کو ان کے ساتھ کردیا، رات کا وقت تھا مہمان گھر پہنچے تو

باقی صفحہ ۱۵ پر

کامیاب زندگی کس کی ہے؟

مولانا احمد علی لاہوریؒ

آج میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کامیاب زندگی کس کی ہے؟ لاہور میں ہزاروں طالب علم ہیں۔ ایک کامیاب ہوتا ہے اور اس کی کامیابی کا ذکر بیسیوں کی زبانوں پر ہوتا ہے۔ ملازمت کے لئے درخواست دینے والے ہزاروں مگر کامیاب ہونے والے معدودے چند ہوتے ہیں تجارت کرنے والے ہزاروں مگر ان میں سے کامیاب ہونے والے گنتی کے تجار ہوتے ہیں۔ غرض کہ کامیابی کا لفظ زبان زد خلائق ہے۔

کامیابی دو قسم کی ہوتی ہے:

۱:......فانی۔

۲:......حقیقی۔

فانی کامیابی کا تعلق اس دنیا کے ساتھ ہے اور حقیقی کامیابی کا تعلق آخرت کے ساتھ ہے' اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو حقیقی کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین۔

فانی کامیابی تو ہر شخص سینکڑوں دفعہ حاصل کرتا ہے' پرائمری' مڈل اور میٹرک کی جماعتوں میں کامیابی حاصل کی۔ یہ سب کامیابیاں یہیں رہ جائیں گی' مرنے کے بعد فانی کامیابی بے کار ہو جاتی ہے۔ مثلاً لڑکا پیدا ہوا' بہت خوشیاں منائی گئیں وہ دو ماہ بعد مر گیا' سب خوشیاں ختم ہو گئیں' یہ عارضی خوشی تھی' اس کو کامیابی سمجھنا خام خیالی ہے' اب میں اس مضمون کو ذرا وضاحت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ہم یہاں کے رہنے والے نہیں ہیں' یہ عالم ناسوت یا عالم کثرت ہے' ہم یہاں عالم ملکوت یا عالم وحدت سے آئے ہوئے ہیں' وہاں فقط اللہ تعالیٰ سے تعلق تھا اور کسی سے نہ تھا' یہاں آ کر بے شمار تعلقات ہو گئے' ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ انسان روح کا نام ہے' جسم کا نام انسان نہیں۔ یہ تو اس کا لفافہ ہے' روح اس کے اندر ملفوف ہے' مرنے کے بعد یہ عقدہ حل ہوتا ہے' یہ جسم تو انسان کی لاش ہے' آپ میری لاش کو دیکھ رہے ہیں اور میں آپ کی لاشوں کو دیکھ رہا ہوں' روح عالم ملکوت سے آئی ہوئی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور وہ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں (ان سے) فرما دیجئے کہ روح میرے پروردگار کے امر میں سے ہے اور تم کو اس کے متعلق علم نہیں دیا گیا' مگر تھوڑا۔'' (بنی اسرائیل رکوع نمبر۱۰ پ:۱۵)

روح کے متعلق ہمیں یہ پتا نہیں کہ یہ کیا چیز ہے؟ جسم کے متعلق ہمیں پوری معلومات ہیں کہ یہ مٹی سے بنا ہوا ہے' یہ پہلے نطفہ تھا' نطفہ سے علقہ' علقہ سے مضغہ بنا' پھر اس پر ہڈیاں اور گوشت پوست چڑھ جائے گئے' عالم وحدت میں ہمارا (روح کا) تعلق فقط اللہ تعالیٰ سے تھا' جب ہمیں اس عالم کثرت میں لایا گیا تو ہمارا تعلق ماں' باپ' بہن' بھائی' بیوی' بچوں وغیرہ سے بھی ہو گیا۔ یہ سب عزیز و اقارب بڑے پیارے ہوتے ہیں' ان سب میں رہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ حقیقی تعلق میرے سوا کسی سے نہ رکھا جائے۔

سورۂ آل عمران رکوع نمبر۲ پارہ نمبر۳ میں ان تعلقات کے متعلق یوں ارشاد فرماتے ہیں:

''لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے' جیسے عورتیں اور بیٹے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔''

سب سے پہلے بیوی کا نام لیا ہے' بیوی آئی تو ماں باپ بھول گئے' اس کے بعد بیٹوں کا ذکر فرمایا' ان کے کھانے پینے کے لئے دولت چاہئے' پھر اس کا ذکر فرمایا' پھر سواری' گائے' بھینس' کھیتی باڑی کا ذکر فرمایا' ان سب کی محبت انسان کے دل میں ڈالی گئی ہے' لیکن ان کو دنیا کے ہی ساز و سامان کہا گیا ہے' کسی نے کیا خوب کہا ہے:

''کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں''

ان میں ہی دل نہ گڑ جائے' آگے پتے کی بات فرماتے ہیں:'' واللہ عندہ حسن الماٰب'' ادھر کے ٹھکانے کا بھی خیال رکھنا' اس کے متعلق کسی اللہ والے نے کہا ہے:

ولا تو رسم تعلق ز مرغ آبی جو
گرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

حج کے سفر میں سمندر میں یہ نظارہ دیکھنے میں آتا ہے' سمندر میں ایک آبی پرندہ بیٹھا ہوا نظر آتا ہے' تھوڑی دیر کے بعد ایک موج آتی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غرق ہو گیا' اسی طرح موجیں اس کے اوپر سے گزرتی رہتی ہیں' جب دل چاہتا ہے وہ اڑ جاتا ہے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پروں پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔

کسی دوسرے شاعر نے کہا ہے:

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ انسان سب میں رہے مگر دل میں سوائے اللہ کے اور کسی سے تعلق نہ ہو۔

اصل کامیابی حاصل کرنے والوں کا ذکر اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:

''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے' یہی بہترین مخلوق ہیں' ان کی جزاء ان کے رب کے ہاں ہمیشگی کے باغ ہیں' جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں سدا رہیں گے' اللہ ان سے راضی ہوا' اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے' یہ اس کے لئے (جزا) ہے جو اپنے (رب سے ڈرا)۔'' (سورۂ بینہ پارہ نمبر ۳۰)

سورۃ الصف رکوع نمبر ۲ پارہ نمبر ۲۸ میں بھی فرماتے ہیں:

''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کا پتا نہ دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے' اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو' یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو' وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا' جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ہمیشگی کے باغوں میں ستھری رہائش گاہیں' یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اصل کامیابی یہ ہے' اس کا پروگرام یہ بتلایا گیا:

''تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔''

اس آئینہ میں مسلمانوں کا منہ دیکھئے' کتنے ہیں جن کو اس کامیابی کے حاصل کرنے کا شوق ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کا غلام اور کسی اہل اللہ کا تربیت یافتہ ہو تو اس کی صحبت میں یہ رنگ چڑھتا ہے' اس کا پروگرام سورۃ البینہ اور سورۃ الصف کی مندرجہ بالا آیات میں بیان فرمایا گیا ہے:

''چیست دنیا از خدا غافل بودن''

ایک چواڑی دنیادار ہو سکتا ہے' اگر اس کا دل خدا کی یاد سے غافل ایک کروڑ پتی دیانتدار ہو سکتا ہے' اگر اس کے دل میں خوف خدا ہے اور وہ کمانے اور خرچ کرنے میں رضائے الٰہی کا خیال رکھتا ہے۔

انسان کو جب ٹھوکر لگتی ہے تو پھر سمجھ آتی ہے کہ اس دنیا میں سب طمع کے یار ہیں۔

بے طمع کا یار فقط اللہ تعالیٰ ہے' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا پھر اللہ والے بے طمع کے یار ہیں۔ ان کو فقط اللہ کے نام سے محبت ہوتی ہے۔

حقیقی کامیابی حاصل کرنے والے حضرات کا ذکر اس آیت میں بھی آتا ہے:

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے' پھر وہ اس پر ڈٹ گئے' ان پر فرشتے نازل ہوں گے کہ نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ' اور اس جنت کی خوشخبری ہو' جس کا تم کو وعدہ دیا گیا تھا۔'' (سورہ حم السجدہ)

یہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ کامیاب ہونے والے ہیں۔ قرآن مجید کی تعظیم اور اللہ والوں کی صحبت ہو تو آہستہ آہستہ ان باتوں کی سمجھ آجاتی ہے اور رنگ چڑھ جاتا ہے جن کو نہ قرآن کی تعلیم اور نہ صحبت نصیب ہے ان کو نہ قبر کا خیال ہے نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے پانی پلائے جانے کا خیال ہے۔ ان کے متعلق اکبر الہ آبادی مرحوم فرماتے ہیں:

انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

قرآن مجید پڑھنے کے بعد پتا چلتا ہے کہ اس دنیا میں ہم نہ بی اے پاس کرنے کے لئے آئے ہیں اور نہ جائیداد بنانے کے لئے۔

اپنا امتحان لیا کیجئے کہ دنیا سے دل برداشتہ ہیں یا دل دنیا کی چیزوں میں گڑا ہوا ہے' ایک مرتبہ میں اور حضرت مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ ایک رئیس کے ہاں ٹھہرے' وہاں حضرت مولانا اتنے تنگ ہوئے کہ مجھ سے فرمانے لگے کہ تم نے مجھے جیل خانہ میں ڈال دیا' مجھے جلدی سے یہاں سے نکالو' اللہ والوں کو دنیا کی چیزوں سے بو آتی ہے' شریعت نے حرام کی تاثیر کو تسلیم کیا ہے' رنڈی کی حرام کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد کو شریعت مسجد تسلیم نہیں کرتی' اس کے بعد ہم وہاں سے اجازت لے کر حضرت مولانا کے گاؤں میں ایک چھپر میں آگئے' وہاں ان کو چین آیا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو حقیقی کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆.........☆☆

پانچویں قسط

قادیانیت کا مکروہ چہرہ!

کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات اوران کا جواب

مولانا سعید احمد جلال پوری

۶:......"مذہب کے نام پر قتل و غارت گری کو جہاد قرار دے کر اسے اسلام کا پانچواں بنیادی رکن بنانے کی سزا ماضی کے لاکھوں کروڑوں معصوم انسان بے شمار جنگوں کے نتیجے میں اپنی جان مال سے محروم ہوکر بھگت چکے ہیں اور عراق' افغانستان جنگ کی شکل میں آج بھی بھگت رہے ہیں' آخر اس "جہاد" کو بذریعہ اجتہاد "جارحیت" کے بجائے "دفاع" کے لئے کیوں استعمال نہیں کیا جاتا؟"

جواب:......اس سوال کا جواب کسی قدر چوتھے سوال کے جواب کے ضمن میں آچکا ہے اور ثابت کیا جاچکا ہے کہ جہاد کا حکم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

نیز یہ بھی واضح ہوچکا ہے کہ اسلام نے جہاد کا حکم کفر وشرک کے فتنہ کے استیصال کے لئے دیا ہے اور یہ عقل وانصاف کے عین مطابق ہے' اگر دنیا کے دو پیسے کے حکمران' اپنی مخالفت اور بغاوت کرنے والوں کی سرکوبی' ان کے فتنہ کو ختم کرنے اور اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے لاکھوں انسانوں کا خون بہاسکتے ہیں تو مالک ارض وسما کی ذات' جس نے جنوں اور انسانوں کو اپنی طاعت وعبادت کے لئے پیدا فرمایا تھا' اگر وہ (جن وانس) اس سے بغاوت کا ارتکاب کریں تو کیا اس ذات کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے نمائندوں اور اپنی سپاہ کے ذریعہ ان کی سرکوبی کرے؟ اسلامی جہاد کے نام پر نام نہاد قتل وغارت گری کا طعنہ دینے والوں کو شاید یہ یاد نہیں رہا کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ۲۳ سالہ نبوی تاریخ گواہ ہے کہ اس عرصہ میں صرف ساڑھے تین سو مسلمان شہید ہوئے اور اس سے کچھ زیادہ کفار بھی کام آئے' نامعلوم اس کے مقابلہ میں ان کو اسلام دشمنوں کی انسانیت کشی کی تاریخ کے سیاہ کارنامے کیوں بھول جاتے ہیں؟ اور انہیں یہ کیوں یاد نہیں رہتا کہ مسلمانوں کو دہشت گرد اور جہاد کو دہشت گردی کہنے والے درندوں نے کس قدر انسانوں کو تہ تیغ کیا ہے؟

ہیروشیما' ناگاساکی میں لاکھوں انسانوں کا قتل عام' بوسنیا ہرزیگووینا میں مختصر سے عرصہ میں پانچ لاکھ انسانوں کو موت کی نیند سلانا' فلسطین' بیروت' افریقہ' افغانستان' عراق اور لبنان کی حالیہ تباہی' کن کے ہاتھوں ہورہی ہے؟

قادیانیو! اپنے آقاؤں سے پوچھو کہ اس وقت روس' امریکا اور دنیا بھر کی عیسائیت و یہودیت کون سے جہاد کے نام پر انسانیت کشی کا کارنامہ انجام دے رہی ہے؟

کیا جرمنی کے ہٹلر کی انسان کشی بھی جہا[د] کے نام پر تھی؟ اسی طرح ویتنام اور وسط ایشیا میں آ[...] دشمنی کس نے کی؟ کیا اس کو بھی اسلام اور اسلامی جہا[د] کا نتیجہ قرار دیا جائے گا؟

قادیانیو! اگر تمہارے اندر ذرہ بھر شرم وح[یا] کی رمق اور انسانیت سے خیر خواہی ہے تو ڈوب مر[و] اور جہاد کو مطعون کرنے کے بجائے اپنے آقاؤں سے کہو کہ انسانیت کشی کے اس بدترین کھیل سے باز آجائیں۔

دیکھا جائے تو جہاد کا مقدس فریضہ ایسے ہی درندوں کو سبق سکھانے اور ان کی راہ روکنے کا موثر ذریعہ ہے' مگر چونکہ تمہارے آقاؤں نے کہا کہ یہ دہشت گردی ہے' اس لئے تم اور تمہارے باوا مرزا غلام احمد قادیانی اس کو حرام قرار دینے کے لئے گزشتہ سو سال سے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کرنے میں مصروف ہو۔

مگر میرے آقا کا فرمان ہے کہ: "الجہاد ماض الی یوم القیمة" (مجمع الزوائد ص:۱۰۶' ج:۱) (جہاد قیامت تک جاری رہے گا) اور اس کے ذریعہ مسلمان' عیسائیوں اور قادیانیوں کی راہ روکتے رہیں گے۔

۷:......"حضرت محمد نے مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدھی

کیوں قرار دی؟''

جواب:...... یہ اعتراض بھی قادیانیوں کی دنائت' سفاہت' جہالت اور لاعلمی بلکہ ان کی کوڑھ مغزی کا منہ بولتا ثبوت ہے' اس لئے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت کی آدھی گواہی کا حکم' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے' دوسرے لفظوں میں یہی حکم الٰہی ہے' چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

''واستشهدوا شهيدين من رجالكم' فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء ان تضل احداهما فتذكر احداهما الاخرىٰ۔'' (البقرہ:۲۸۲)

ترجمہ:...... ''اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے' پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے کہ جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں' تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو یاد دلا دے اس کو وہ دوسری۔''

بلاشبہ اللہ تعالیٰ' مردوں اور عورتوں کے مالک و خالق ہیں اور وہ ان کی ظاہر و پوشیدہ صلاحیتوں' عقل و شعور اور حفظ و اتقان کو خوب جانتے ہیں' جب انہوں نے ہی عورت کی گواہی مرد کے مقابلہ میں آدھی قرار دی' تو کسی ایسے انسان کو' جو اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک مانتا ہو' یا کم از کم اس کی ذات کا قائل ہو' اس حکم الٰہی پر اعتراض کا کوئی حق نہیں' ہاں اگر کوئی منکرِ خدا اور دہریہ اس حکمِ الٰہی پر اعتراض کرتا تو ہم اس کا جواب دینے کے مکلف ہوتے۔

چونکہ قادیانیوں اور ان کے روحانی آباؤ اجداد عیسائیوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان کا دعویٰ ہے' اس لئے ہم ان سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراض کرنے کی بجائے براہ راست اللہ تعالیٰ اور قرآن کریم پر اعتراض کریں اور زندقہ کے شیش محل سے باہر نکل کر سامنے آئیں' تاکہ لوگوں کو بھی معلوم ہو کہ قادیانیوں کا اللہ کی ذات اور قرآن کریم پر کتنا ایمان ہے؟ اور ان کے دعویٰ ایمان و اسلام کی کیا حقیقت ہے؟

بلاشبہ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ قادیانی' زہر کا پیالہ پینا تو گوارا کرلیں گے مگر اس حقیقت کا اعتراف نہیں کرسکیں گے۔

رہی یہ بات کہ عورت کی گواہی مرد کی نسبت آدھی کیوں قرار دی گئی؟ اور اس کی کیا حکمت و مصلحت ہے؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس کی حکمت و مصلحت قرآن و حدیث دونوں میں مذکور ہے' چنانچہ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت میں صراحت و وضاحت کے ساتھ اس کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

''ان تضل احداهما فتذكر احداهما الاخرىٰ۔'' (البقرہ:۲۸۲)

ترجمہ:...... ''تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو یاد دلا دے اس کو وہ دوسری۔''

جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ خواتین عدالتی چکروں کی متحمل نہیں ہیں' ان کی اصلی وضع گھر گرہستی اور گھریلو ذمہ داریوں کے نبھانے کے لئے ہے' اس لئے عین ممکن ہے کہ جب عورت عدالت اور مجمع عام میں جائے تو گھبرا جائے اور گواہی کا پورا معاملہ یا اس کے کچھ اجزاء اسے بھول جائیں' اس لئے حکم ہوا کہ اس کے ساتھ دوسری خاتون بطور معاون گواہ رکھی جائے تاکہ اگر وہ بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلادے۔

۲:...... عورتیں عام طور پر مردوں کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہیں' ان کے دماغ میں رطوبت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے' اس لئے ان سے نسیان بھی زیادہ واقع ہوتا ہے' اور وہ بھول بھی جاتی ہیں' یہ ایک انسانی فطرت ہے' ورنہ بعض عورتیں بڑی ذہین بھی ہوتی ہیں' اور بعض عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص صلاحیت بخشی ہوتی ہے' جس کی وجہ سے وہ بعض اوقات مردوں کے مقابلہ میں زیادہ ذہین بھی ثابت ہوتی ہیں' تاہم عام فطرت اور اکثریت کے اعتبار سے چونکہ عورت کا مزاج ''اعصابی'' ہوتا ہے' اس لئے وہ اکثر بھول جاتی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دماغی کیفیت ہی ایسی بنائی ہے' لہٰذا دو عورتوں کو ایک مرد کے مقابلہ پر رکھا گیا ہے۔

۳:...... عورتوں کے نقصان عقل کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے' جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا:

''...... ما رأيت من ناقصات عقل و دين اغلب لذى لب منكن' قالت: يا رسول الله وما نقصان العقل والدين؟ قال: اما نقصان العقل فشهادة امرأتين تعدل شهادة رجل' فهذا نقصان العقل' وتمكث الليالى ما تصلى وتفطر فى رمضان فهذا نقصان الدين۔''

(صحیح مسلم' ص:٦٠' ج:١)

ترجمہ:...... ''میں نے عقل اور

دین کے اعتبار سے ناقصات میں سے ایسا کوئی نہیں دیکھا' جو تم میں سے صاحب عقل کی عقل کو گم کردے؟ ایک خاتون نے عرض کیا: ہم ناقص عقل و دین کیوں ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عورت کے نقصانِ عقل کی وجہ یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے' اور اس کے نقصانِ دین کی وجہ یہ ہے کہ وہ (مہینہ کے) کچھ دنوں اور راتوں میں نماز نہیں پڑھتی اور رمضان میں روزہ نہیں رکھتی۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو عورتوں کی شہادت کا ایک مرد کے برابر ہونا تو حکم الٰہی ہی ہے' البتہ اس کی حکمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ یہ ان کے نقصانِ عقل کی بنا پر ہے' دیکھا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وجہ اپنی طرف سے ارشاد نہیں فرمائی بلکہ دراصل یہ قرآن کریم کی آیت: "ان تضل احدھما فتذکر احداھما الاخریٰ" کی تفسیر وتشریح ہے۔

لہٰذا جو لوگ عورت کی گواہی کے مسئلہ پر یہ اشکال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عورت کی گواہی مرد کے مقابلہ میں نصف کیوں ہے؟ دیکھا جائے تو وہ لوگ حکم الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں۔

شاید کچھ لوگوں کو یہ خیال ہو کہ خواتین ایسی نہیں ہوتیں' بلکہ ان کو سب باتیں خوب یاد رہتی ہیں' تو وہ گواہی کے معاملہ میں کیوں بھول سکتی ہیں؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ تجربہ سے ثابت ہے کہ عموماً خواتین باتونی تو ہوتی ہیں' مگر وہ ادھر ادھر کی باتیں خوب یاد رکھتی ہیں' لیکن اصل بات اور معاملہ کی جزئیات بھول جاتی ہیں۔

۷:..... حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے عورت کی آدھی گواہی کے سلسلہ میں ایک عجیب وغریب نقطہ ارشاد فرمایا ہے' چنانچہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"عجب نہیں کہ مجموعہ بنی آدم میں اول سے لے کر آخر تک دو تہائی عورتیں اور ایک تہائی مرد ہوں اور حکم ازلی نے باعتبار جہت تقابل کے بھی وہی حساب "للذکر مثل حظ الانثیین" بٹھا کر ایک مرد کو دو عورتوں کے مقابل رکھا ہو۔"

(تفسیر معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ص:۴۲۵' ج:۱)

چنانچہ اگر اول سے آخر تک کی مردوں اور عورتوں کی تعداد کا کسی کو استحضار نہ بھی ہو تو دنیا بھر میں موجودہ عورتوں کی تعداد سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے' اس لئے کہ آج دنیا بھر میں عورتیں مردوں کی نسبت بہت ہی زیادہ ہیں' اور غالباً اسی تناسب سے اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی اور وراثت کو ایک مرد کے برابر رکھا ہے۔

ان تصریحات وتفصیلات کی روشنی میں واضح ہو جانا چاہئے کہ مرد کی نسبت عورت کی آدھی گواہی کا معاملہ کسی مسلمان کا خانہ زاد یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضع فرمودہ نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے' اب جس کو اس پر اعتراض کرنا ہو وہ ذات الٰہی سے ٹکر لے اور اللہ تعالیٰ سے خود ہی نمٹے۔

۸:..... "والدین کی جائیداد سے عورت کو مرد کے مقابلے میں آدھا حصہ دینے کا کیوں حکم دیا؟ کیا عورت مرد کے مقابلے میں کمتر ہے؟"

جواب:..... یہاں بھی یہ امر پیش نظر رہنا چاہئے کہ میراث میں مرد کے مقابلہ میں عورت کو آدھا حصہ دینے کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں' بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے' جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

"للذکر مثل حظ الانثیین۔" (سورۃ نساء:۱۱)

ترجمہ:..... "دو عورتوں کا حصہ ایک مرد کے حصہ کے برابر ہے۔"

بہرحال قادیانیوں کو تقسیم میراث کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور انگریزوں کی حمایت میں مرد وزن کی مساوات کا راگ نہیں الاپنا چاہئے' بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی حق و انصاف پر مبنی تقسیم پر سکوت اختیار کرنا چاہئے۔ یہ تو شاید قادیانیوں کو بھی معلوم ہوگا کہ انگریزی دور اقتدار میں خود اسی متحدہ ہندوستان میں یہ قانون رائج و نافذ تھا کہ خواتین حق وراثت سے محروم تھیں' اور وراثت کی جائیداد اور زمین وغیرہ ان کے نام منتقل نہیں ہو سکتی تھی' دور کیوں جایئے! اسی انگریزی قانون کی وجہ سے میرے حقیقی دادا کی جائیداد سے میری پھوپھیاں تک محروم رہیں..... جنہیں ہندوستان کی آزادی اور قیام پاکستان کے بعد ان کا شرعی حصہ دیا جاسکا۔

کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ قادیانیوں اور ان کے سرپرست عیسائیوں کو کبھی اس ظالمانہ قانون کے خلاف آواز اٹھانے کی بھی توفیق ہوئی؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں! تو انہیں اسلام کے عدل وانصاف پر مبنی قانون وراثت پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟

رہی یہ بات کہ اسلام نے خواتین کو وراثت میں مردوں کے مقابلہ میں آدھا حصہ کیوں دیا؟ اور اس کی کیا حکمت ہے؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ:

۱:..... مرد' عورتوں پر حاکم ہیں' اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے' چنانچہ اسی فضیلت کی وجہ سے مردوں کا حصہ دوہرا اور خواتین کا حصہ اکہرا ہے۔

۲:..... اسی کے ساتھ ہی مردوں کے دوہرے حصہ کی وجہ یہ بھی ارشاد فرمائی گئی ہے کہ مرد' عورتوں پر خرچ کرتے ہیں' جبکہ عورتیں' مردوں پر خرچ نہیں کرتیں' اس لئے مردوں کو دوہرا دیا گیا' چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

"الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضهم علی بعض وبما انفقوا من اموالهم" (النساء:۳۴)

ترجمہ:..... "مرد حاکم ہیں عورتوں پر' اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال۔"

یعنی مرد' عورتوں پر حاکم ہیں' اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مرد عورتوں پر ان کی ضرورتوں کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

گویا مردوں کو دوہرا حصہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ مرد کے ذمہ خرچہ نفقہ ہے اور عورت کے ذمہ کسی قسم کا کوئی نفقہ خرچہ نہیں۔

اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو عورت کو جو کچھ ملتا ہے وہ صرف اور صرف اس کا ذاتی جیب خرچ ہے اور اس کی ضرورت سے کہیں زیادہ ہے' بلکہ اگر غور کیا جائے تو عورت کو مرد کی نسبت کہیں زیادہ ملتا ہے' اس لئے کہ خاتون جب تک نابالغ ہو' اس کا نفقہ خرچہ باپ' دادا' چچا' بھائی وغیرہ یا ان میں سے کوئی نہ ہو تو بیت المال کے ذمہ ہے' جب وہ بالغ ہوجائے اور اس کا نکاح ہوجائے' تو اس کے تمام اخراجات شوہر کے ذمہ ہوجاتے ہیں' نکاح کے موقع پر اسے جو حق مہر ملتا ہے' وہ بھی خالص اس کا جیب خرچ ہوتا ہے' اسی طرح باپ کی وفات پر اسے اپنے بھائیوں کی نسبت جو نصف جائیداد ملتی ہے وہ بھی اس کی ذاتی ملکیت اور جیب خرچ ہوگی' اگر اولاد ہوجائے اور شوہر کا انتقال ہوجائے تو شوہر کی جائیداد سے ملنے والا آٹھواں حصہ بھی اس کی ذاتی ملکیت اور جیب خرچ ہی ہوگا' اسی طرح اگر کل کلاں بیٹے یا بیٹی کا انتقال ہوجائے تو ان کی جائیداد میں سے ملنے والا چھٹا حصہ بھی اس کی جیب ہی میں جائے گا' جبکہ اسلام نے عورت کو خرچ کرنے کا کہیں بھی ذمہ دار نہیں ٹھہرایا' اس کے مقابلہ میں مرد کی ذمہ داریوں اور اخراجات کو دیکھا جائے تو وہ ہر جگہ خرچ ہی خرچ کرتا ہوا نظر آتا ہے' مثلاً: نکاح کے وقت حق مہر کی ادائیگی' بیوی کا نان نفقہ' بوڑھے والدین' چھوٹی اولاد' چھوٹے اور یتیم بہن بھائیوں' سب کا نفقہ خرچہ اس کے ذمہ اور اس کے فرائض میں شامل ہے' اب عورت کے مقابلہ میں مرد کی میراث کے دوہرے حصہ پر اعتراض کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ نفع میں عورت ہے یا مرد؟ عورت و مرد کی مذکورہ بالا ذمہ داریوں کے اعتبار سے بتلایا جائے کہ کس کا بینک بیلنس بڑھے گا؟ اور کون خرچ ہی خرچ کرتا رہے گا؟ کیا اب بھی اس تقسیم الٰہی پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق رہ جاتا ہے؟

(جاری ہے)

ہماری فردِ جرم

جانباز مرزا

ہم نے انسان کو پستی سے اٹھانا چاہا
چاند تاروں کی فضاؤں میں اڑانا چاہا

ہم نے آئینِ زمانہ سے بغاوت کی ہے
ہم نے اللہ کا قانون چلانا چاہا

کون منصورؒ کیا کس نے جفاؤں پہ گلہ
ہم نے یہ راز سرِ دار بتانا چاہا

ہم نے جمہور کا اندازِ تکلم لے کر
تختِ شاہی کو سرِ عام ہلانا چاہا

جس پہ شرمندہ رہے رونقِ ہنگامۂ حیات
گیت وہ موت کی مضراب سے گانا چاہا

وقت مخصوص ہے جس راہ پہ شمشیر بکف
سربکف ہم نے اسی راہ پہ جانا چاہا

خونِ دل' خونِ جگر' خونِ تمنا دے کر
ہم نے ہر داغ غلامی کا مٹانا چاہا

موت کی راہ میں تا عمر اذانیں دے کر
ہم نے مُردوں کو بہر طور جگانا چاہا

رب اکبر کی قسم' رب رحمت عالمؐ کی قسم
ہم نے دامانِ محمدؐ کو بچانا چاہا

ہم نے حق گوئی کا ہر مرحلہ طے کرکے یہاں
رسمِ یوسفؑ کو زمانے میں چلانا چاہا

جشنِ شاہی کے چراغوں سے گریزاں رہ کر
اپنا دل اپنے ہی داغوں سے سجانا چاہا

یہ جرائم ہیں کہ ہم جن کے سزاوار رہے
وقت بیزار تھا ہم وقت سے بیزار رہے

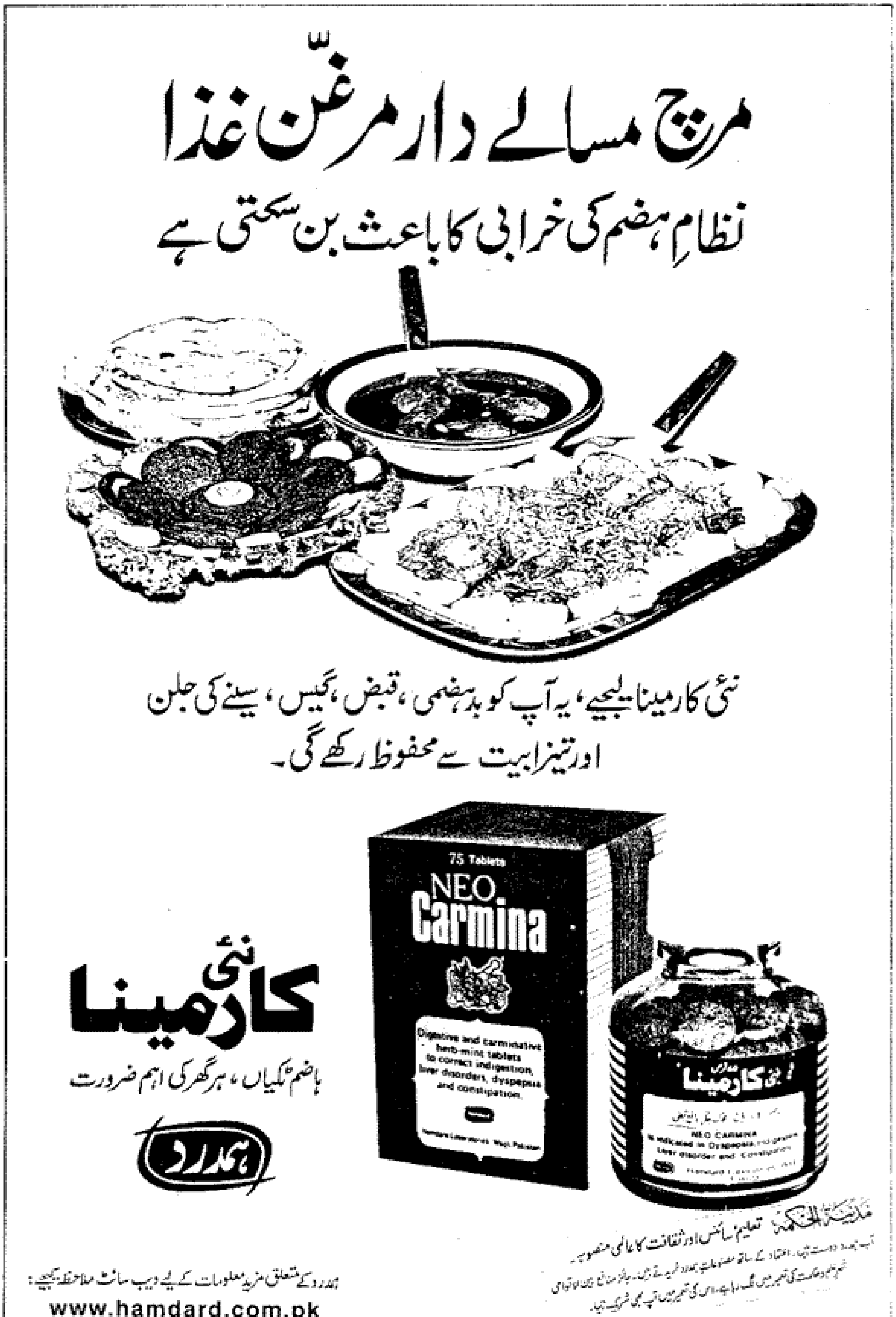

Adarts-CAR-1/2005

خبروں پر ایک نظر

حدود اللہ اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کا تربیتی نشست سے خطاب

کراچی (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نمائش کراچی میں جاں نثاران تحفظ ختم نبوت کا ایک پُروقار اجتماع ہوا' جس میں کراچی کے مختلف علاقوں کے احباب نے شرکت کی۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا طوفانی نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کسی ایک فرد یا جماعت کا کام نہیں' بلکہ بحیثیت مسلمان ہر ایک امتی کا کام ہے' کہ وہ محسن انسانیت فخر دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کرے' کوئی غیور مسلمان اپنے باوفا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے وفائی نہیں کر سکتا وہ جان تو دے سکتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غداری کا جام کبھی بھی نوش نہیں کر سکتا۔ مولانا طوفانی نے خطاب میں کہا کہ لوگ کہتے ہیں کیا کریں مجبوری ہے مگر سنو اور یاد رکھو کہ کل قیامت والے دن یہ مجبوری اللہ کی بارگاہ میں خلاصی کا سبب نہیں ہوگی بلکہ پکڑ کا سبب بنے گی' اس لئے اپنے اور مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ ہم سب کی ذمہ داری ہے جس کے لئے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہے۔ آخر میں مجلس کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا اور آنے والے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور دعا خیر پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

مولانا محمد اکرم طوفانی کی نوابشاہ آمد

نوابشاہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی ۲۴/نومبر بروز جمعہ صبح زکریا ایکسپریس کے ذریعے نوابشاہ اسٹیشن پہنچے مولانا کے استقبال کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا فیاض مدنی' مولانا امجد مدنی' مولانا عبدالہادی اور قاری جان محمد اسٹیشن پر موجود تھے۔ مولانا طوفانی رفقاء کے ہمراہ کبیر مسجد تشریف لے گئے' جہاں انہوں نے جمعہ کے عظیم اجتماع سے خطاب کیا' خطاب میں کہا کہ حقوق نسواں بل منظور کر کے حکمرانوں نے سیکولر ازم کی بنیاد رکھنے کی کوشش کی ہے' حقوق نسواں بل کی آڑ میں فحاشی عریانی اور بے حیائی کو فروغ دینے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں' انہوں نے کہا کہ حکمران حدود اللہ میں ترمیم کر کے اسلامی احکام سے بغاوت کے مرتکب ہوئے ہیں' ہر مکتبہ فکر کے علماء کرام نے فیصلہ دیا ہے کہ موجودہ نسواں بل اسلامی احکامات کے منافی ہے' انہوں نے کہا کہ نسواں بل کی منظوری دراصل پاکستان میں سیکولر ازم یعنی لادینیت کے نفاذ کی طرف پہلا قدم ہے' اس کے بعد بتدریج امتناع قادیانیت آرڈی نینس' ناموس رسالت اور پاکستانی آئین میں موجود دیگر اسلامی دفعات میں حذف و ترامیم کا اندیشہ ہے' نماز جمعہ کے بعد حضرت کی صدارت میں مقامی جماعت نوابشاہ کا کبیر مسجد میں' اجلاس منعقد ہوا جس میں جماعتی اور ملکی صورت حال پر تفصیل سے تبادلۂ خیال ہوا۔

حدود اللہ میں تبدیلی اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بغاوت اور کھلی دشمنی ہے

گمبٹ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے زیر اہتمام ایک پروگرام مکی مسجد میں منعقد ہوا جس کے مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا تھے' جنہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ تحفظ حقوق نسواں بل کا خواتین کے تحفظ سے کوئی تعلق نہیں۔ مشرف امریکی ایجنڈے کی مکمل تکمیل کر رہا ہے' مگر عوام انہیں ایسا کرنے نہیں دیں گے۔ حدود آرڈی نینس بل پاس کرنا اس ایجنڈے کی ایک کڑی ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ ملک مسلمانوں کا ہے' یہاں مغربی قانون نہیں چلنے دیں گے۔ حدود اللہ میں تبدیلی اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بغاوت اور کھلی دشمنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام' پاکستان اور مسلمان رہیں گے ان کو مٹانے والے خود مٹ جائیں گے' جب تک ملک میں قرآنی قانون نافذ نہیں ہوگا' اس وقت تک امن قائم نہیں ہوگا۔ مزید انہوں نے کہا کہ معاشرے کی اصلاح صرف دینی تعلیم حاصل کرنے سے ہو سکتی ہے کسی کو بھی قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی نہیں کرنے دیں گے' قادیانیت ایک ایسا ناسور ہے' جس کا مقصد ملک میں فرقہ واریت اور فحاشی' عریانی کو پھیلانا ہے' مشرف حکومت کے خاتمے تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ اور شبانِ ختم نبوت پنوعاقل کا انتخاب

پنوعاقل (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب دو روزہ تبلیغی دورے پر پنوعاقل تشریف لائے ان کے ہمراہ سکھر کے مبلغ حضرت مولانا محمد حسین ناصر بھی تھے۔ انہوں نے اپنے قیام کے دوران مختلف پروگراموں میں شرکت کی: یکم دسمبر کو جامع مسجد عیدگاہ میں خطبہ جمعہ اور بعد نماز مغرب صلاح مسجد جبکہ بعد نماز عشاء مسجد خلفاء الراشدینؓ میں تفصیلی بیان ہوا ۲/دسمبر کو نماز فجر کے بعد درس قرآن مرکزی جامع مسجد میں دیا' جبکہ بعد نماز ظہر قادریہ مسجد اور بعد نماز عصر پنوعاقل کی قدیم دینی درسگاہ جامعہ حمادیہ مدینۃ العلوم میں اساتذہ' طلباء اور عام نمازی حضرات سے خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کے خلاف تمام مکاتب فکر متحد ہیں' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں' اب ان کے بعد کسی قسم کی نبوت اور رسالت کی کوئی گنجائش باقی نہیں۔ قادیانیوں سے ہماری کوئی ذاتی عداوت نہیں' درحقیقت ہم قادیانیوں کے خیرخواہ ہیں' انہیں دعوت اسلام دیتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ کر اسلام کے دامن رحمت میں پناہ حاصل کرکے دنیا وآخرت کی کامیابیاں حاصل کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی لگا کر حکمرانوں نے قادیانیوں سے جس ہمدردی کا اظہار کیا ہے' ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی' حدود اللہ کے بعد ناموس رسالت ایکٹ میں تبدیلی کے اشارے مل رہے ہیں' حکمرانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے' حدود اللہ اور ناموس رسالت پر آنچ نہیں آنے دے گا' کیونکہ اس راستے میں آنے والی صعوبتوں کو مسلمان سعادت اور نعمت سمجھتا ہے۔

بعدازاں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا محمد حسین ناصر سکھر تشریف لے گئے' ان کا یہ دورہ انتہائی کامیاب رہا۔ دریں اثنا شبانِ ختم نبوت پنوعاقل کا انتخابی اجلاس یکم دسمبر بروز جمعہ جامع مسجد عیدگاہ میں عبدالصمد چاچڑ کی زیر صدارت میں منعقد ہوا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے خصوصی طور پر اس اجلاس میں شرکت کی۔ اس موقع پر اتفاق رائے سے مشتاق علی منگی کو صدر اور حافظ جاوید احمد کو جنرل سیکریٹری منتخب کیا گیا۔ باقی عہدیداروں کا انتخاب نو منتخب صدر اور جنرل سیکریٹری تمام ساتھیوں کی مشاورت سے عمل میں لائیں گے۔ شرکاء اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے نوجوانوں نے ہمیشہ ہراول دستہ کا کردار ادا کیا ہے' تاہم اب بھی وقت کا تقاضا یہ ہے کہ تمام مسلمان نوجوان ایک قوت بن کر محاذ ختم نبوت کو مضبوط کریں' کیونکہ اس محاذ پر کام کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی محافظ ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سکھر میں ختم نبوت کانفرنس سے مرکزی قائدین کا خطاب

سکھر (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد سکھر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی' جس کی صدارت جمعیت علماء اسلام سندھ کے امیر مولانا عبدالصمد ہالیجوی مدظلہ نے کی۔ کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مرکزی خازن مولانا اللہ وسایا' جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر شیخ الحدیث مولانا محمد مراد ہالیجوی' جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر خالد محمود سومرو' جامعہ اشرفیہ سکھر کے مہتمم مولانا محمد اسعد تھانوی' ناظم اعلیٰ قاری خلیل احمد بندھانی' صوبہ سندھ کے نامور خطیب مولانا سائیں عبدالغفور قاسمی' قاری محمد حسین ناصر نے خطاب کیا' جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبداللطیف اشرفی' مولانا بشیر احمد فاضل پوری نے سرانجام دیئے۔ علماء کرام نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارہ سو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی عظیم الشان قربانیاں پیش کی' جن میں سات سو حفاظ قرآن کریم تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں صرف لاہور شہر میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جان عزیز کا نذرانہ پیش کیا' اب بھی مسلمان اپنے آقا ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی عائد کرکے قادیانیت اور امریکا نوازی کی جو مثال قائم کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے' ہم نے پہلے بھی کبھی پابندیوں کی پرواہ نہیں کی اور نہ آئندہ کریں گے۔ کاروانِ ختم نبوت چلتا رہے گا' بخاریؒ لاہوریؒ امروٹیؒ ہالیجویؒ پیر شریف والوں کے رضاکار حضور ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ کریں گے۔ مقررین نے کہا کہ حکومت قادیانیت نوازی ترک کرکے مجلس کے لٹریچر اور اسٹیکرز پر پابندی کا آرڈر واپس لے۔ پی آئی اے میں بارلیش افراد کی جبری ریٹائرمنٹ پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ سنت رسول کے ساتھ عداوت رکھنے والے قادیانی افسروں کو پی آئی اے سے نکالا جائے۔ علماء کرام نے حدود قوانین میں ترمیم کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ حدود اللہ میں کی گئی ترامیم واپس لی جائیں۔

یہ گُہر قبول کر لے

ربّ کعبہ کے دربار میں، زائر حرم کی فریاد

مولانا عطاء الرحمن عطاؔ مفتاحی' بہاگلپوری

مری زندگی کے مالک یہ سفر قبول کر لے
مرا کارواں چلا ہے ترے گھر قبول کر لے

تو مری جبیں کے سجدوں سے ہے بے نیاز لیکن
ترا آستاں سلامت مرا سر قبول کر لے

میں ترے حضور لایا ہوں ندامتوں کے آنسو
تجھے رحمتوں کا صدقہ یہ گُہر قبول کر لے

ہے ترے نبی ﷺ کا فرماں تجھے معذرت ہے پیاری
جو جھکی ہوئی ہے یا رب وہ نظر قبول کر لے

مرے پاس جیسا دل تھا وہی لے کے آ گیا ہوں
تو یہ دل قبول کر لے یہ جگر قبول کر لے

میں یہ جانتا ہوں سکّے ہیں مرے تمام کھوٹے
یہ کرم مزید ہوگا تو اگر قبول کر لے

مرے پاس میرے عیبوں کے سوا تو کچھ نہیں ہے
بھلا کس زباں سے کہہ دوں کہ ہنر قبول کر لے

ترے پاس ہے خدائی مرے پاس ہے گدائی
مجھے مانگنا نہ آیا تو مگر قبول کر لے

اے مرے کریم آقا ترا فضل مانگنے کو
یہ عطاؔ جہاں سے آیا وہ نگر قبول کر لے

Regd# SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف:

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔
- یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی اردو انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔
- چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور مرکز میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔
- افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رضاکاروں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں زکوٰۃ صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کی بیت المال کو مضبوط کریں۔

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4514122-061-4583846 فیکس: 0092-61-4542277

اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون: 021-2780337 فیکس: 021-2780340

اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت